بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ
الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ٥ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا
ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ
الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ٥ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ
وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ
لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ٥

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور بڑے رحم والا ہے * یہ ہیں کتاب کی آیتیں اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب تعالیٰ کے پاس سے نازل ہوا وہ برحق ہے لیکن اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے * اللہ تعالیٰ تو وہ ہے کہ جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کیا جن کو تم دیکھ رہے ہو پھر وہ تخت (حکومت) پر جا ٹھہرا اور سورج اور چاند کو حکم پر چلایا۔ جو ہر ایک اپنے وقت معین پر چل رہا ہے وہ ہر ایک بات کا انتظام کر رہا ہے (اور) کھول کھول کر نشانیاں بتاتا ہے کہ کہیں تم اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو * اور اسی نے تو زمین کو پھیلا دیا اور اس میں پہاڑ اور دریا بنائے اور زمین میں ہر ایک پھل دو قسم کا بنایا (کھٹا اور میٹھا اچھا اور برا) دن کو رات سے ڈھانک دیتا ہے الغرض اس میں غور کرنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔ (۱۳/۱تا۳ * ت: ج)

۱۔ یہ قرآن کی (یا کامل سورت کی) آیات ہیں۔ الکتاب سے مراد ہے قرآن مجید یا پوری سورت اور تلک سے آیات کی طرف اشارہ ہے اور جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے انزل سے مراد عام ہے جو کچھ نازل کیا گیا۔ اکثر لوگ چونکہ خود و فکر کی غلطی اور ہٹ دھرمی کے اختلال میں مبتلا ہیں اس لئے وہ قرآن کی حقانیت سے واقف نہیں۔ مقاتل نے کہا اس آیت کا نزول مشرکین کے حق میں ہوا تھا۔ مشرکوں نے کہا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قرآن خود بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ نے (مشرکین و منکرین کے) اس قول کی تردید فرمائی اور اگلی آیات میں اپنی توحید کے دلائل بیان فرمائے۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

۲۔ اللہ تعالیٰ کا وجود اور اس کا وحدہ لاشریک ہونا چند دلائل سے ثابت کرتا ہے چونکہ مشرکوں کے سامنے ثابت کرنا اہم کام اور ضروری مسئلہ تھا اللہ الذی سے کر ترونہا تک آسمانوں کے بے ستون قائم اور بلند ہونے سے استدلال کرتا ہے کہ باوجودیکہ اجسام کا مقتضٰی طبعی ٹکنا ہے پھر کس قدر قادر و مختار نے کل کو بلند بنایا ہے جس میں ستونوں کی حاجت نہیں۔ اور پھر آفتاب و ماہتاب سے کہ ان کو کس نے منور کیا اور کس نے ان کو ایک چال معین پر چلایا جس سے تمام دنیا کے کاروبار وابستہ ہیں از خود یہ کیونکر ہو سکتا ہے اجسام سب برابر ہیں اس پر غور کرنے والا کہہ سکتا ہے کہ ہم کو بھی حرکت کرتے کرتے ایک روز اس کے پاس پہنچنا ہے (تفسیر حقانی)

۳۔ اس آیت میں پانچ دلیلیں ذکر ہوئیں۔ زمین کا یہ وسیع و عریض فرش اللہ تعالیٰ نے ہی بچھایا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ زمین کی کرویت دلائل سے ثابت ہو چکی ہے * جگہ جگہ پہاڑوں کا قائم کرنا بھی اس کی قدرت کاملہ

کی روشن دلیل ہے کس طرح ان کو بلند فرمایا اور ایک جگہ پر انہیں مستحکم کر دیا جس میں ان گنت معدنیات کے خزانے پیدا کر دیئے ✱
پہاڑوں کی سخت چٹانوں اور سنگین چٹانوں سے ہزاروں فٹ کی بلندی پر پانی کے ایسے چشمے جاری کر دیا جن سے بڑے بڑے
دریا نکلیں اور زمین کو سیراب کریں ✱ پھلوں کے اقسام و انواع اور ان میں رنگ و بو، ذائقہ و تاثیر کی تنوع و کیفیت اللہ
کی شانِ خلاقی اور کبریائی کی دلیل ہی تو ہے ✱ دن کے اجالے کے بعد رات کی تاریکی کا پھیل جانا بھی اسی کی قدرت کی دلیل ہے
یہ روشن دلائل اس قوم کے دل و دماغ کو ہی نورِ یقین سے منور کر سکتے ہیں جو ان آیاتِ بینات میں غور و فکر کیا کرتی ہیں (جواہر)

لغوی اشارے ✱ عَمَد: ستون عمودؑ اور عمادؑ کی جمع ○ اِسْتَوٰی: اس نے قصد۔ اس نے قرار پکڑا۔ وہ
قائم ہوا۔ وہ سنبھل گیا۔ وہ چڑھا، وہ سیدھا بیٹھا۔ اِسْتِوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، استواء کے جب
دو فاعل ہوتے ہیں تو اس کے معنی دونوں کے مساوی اور برابر ہونے کے آتے ہیں ● سَخَّرَ: اس نے کام میں لگا دیا، اس نے
بس میں کر دیا۔ تَسْخِیْرٌ سے جس کے معنی بس میں کرنے اور زبردستی کسی خاص کام میں لگا دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ●
مُّسَمًّى: اسم مفعول واحد مذکر، تسمیۃ مصدر باب تفعیل مقرر کردہ "اسم" نام، وسم علامت، نشان، اسماء
اسماوات جمع اَسامی اور اَسامِیْ جمع الجمع (تفعیل) نام لینا، نام رکھنا، نام رکھنے سے چیز کی تعیین ہو جاتی ہے اس لئے
مسمّٰی کا ترجمہ ہوا مقرر کردہ۔ استماءٌ (افتعال) بلند مقام پر پہنچنا، کسی میں شکل پانا، تسمّی (تفعّل) نام زد ہو جانا،
کسی کی طرف منسوب ہونا، اِسماءٌ (افعال) نام رکھنا، بلند کرنا۔ تسامی (تفاعل) نبرد آزمائی میں مقابلہ کرنا (تاج
و قاموس) مَدَّ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، مَدٌّ مصدر (نصر) بچھایا، پھیلایا۔ (لغات القرآن)

مضمرات مزید ✱ سورۃ رعد مکیہ ہے اور ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ہے کہ دو آخری (۳۱ تا ۴۳)
کے سوا باقی سب مکی ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سورۃ مدنی ہے (ک) علامہ آلوسی نے کہا کہ یہ سورۃ مکی ہے لیکن اس میں
کچھ آیتیں ایسی بھی ہیں جو مدنی ہیں ✱ اس میں چھ رکوع تینتالیس آیات جلیلہ ہیں، اور آٹھ سو پچپن کلمے اور تین ہزار
پانچ سو چھ حروف ہیں ● سورہ رعد کے رکوعات کے مضمون کا خلاصہ (اشرف التفاسیر) اس طرح ہے ۱۔ آسمان زمین چاند سورج دریا
نہریں، ثمرات مختلفہ، موسم۔ عظمت اور قدرت الٰہی کا بیان اور اخروی زندگی کا استدلال ۲۔ حقیقتِ انسانی
علم الٰہی، انسانی تصرفات کے نمونے، گرج برق، تمام مخلوق و موجودات پر ہیبت باری تعالیٰ اور ان کو سجدوں کا بیان،
انسان کی کمزوری اور اس پر اکڑ و غرور، اچھے برے آدمی کا تقابلی جائزہ و نتیجہ، تمثیلات عالم ۳۔ اہل عقل کی نشانیاں اور ان
کا اخروی انجام ۴۔ سکونِ قلب کا بیان۔ کفار کی ضد اور ہٹ دھرمی۔ کفار سے مایوس ہو جانا اچھا ہے وعدہ خداوندی
کی شان۔ ۵۔ گستاخان نبوت کی سزا، بت سازی و بت پرستی پر دلیل طلب کیا جانا، جنت کی مثال، مسلمانوں
کی شان، پرستاران نفس کی مذمت، منکران کا انجام ● وحی الٰہی کی شان۔ نسخ آیت کا تذکرہ، تبلیغی ذمہ داری کی
حد بندی، کفر کی ذریت کی تباہی کا انجام، کفار کا انکار رسالت اور خالق کائنات کا جواب۔ سورہ رعد کا اختتام ہے

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ
بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ○
وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا
بِرَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○
وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ
لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ○

اور زمین میں (مختلف) قطعے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں اور کھجوریں جھنڈ مارے ہوئے اور بے جھنڈ مارے ہوئے کہ جن کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔ اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فضیلت دیتے ہیں البتہ اس میں عقلمندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں * اور اگر آپ کو (ان کے انکار سے) تعجب ہے تو ان کی یہ بات بھی عجیب ہے کہ جب ہم خاک ہوگئے کیا ہم نئے سرے سے زندہ ہوں گے؟ یہی لوگ ہیں کہ جو اپنے رب سے منکر ہوگئے اور انہیں کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے * اور بھلائی سے پہلے آپ سے برائی کی جلدی کر رہے ہیں حالانکہ ان سے پہلے بہت (سی عذاب کی) نظیریں ہو چکی ہیں اور بے شک آپ کا رب تو لوگوں کو ان کے گناہ پر بھی معاف کرنے والا ہے اور البتہ آپ کے رب کا عذاب بھی سخت ہے۔ (۱۳/۴ تا ۶ * ت : ح)

۴۔ اور زمین میں پاس پاس ملے ہوئے مختلف قطعات ہیں کوئی عمدہ اور پیداواری ہے اور کوئی شور، سیلا، نمکین۔ کوئی نرم کوئی سخت کوئی کھیتی کرنے کے قابل ہے، درخت ہونے کے قابل نہیں۔ کوئی درختوں کی سرزمین ہے کھیتی کے ناقابل کسی میں سبزہ کم ہے (یا بنجر ہے) اور کوئی سبزہ زار ہے۔ اگر یہ فعل قادر مختار اور صانع حکیم کا نہیں تو پھر یہ اختلاف کیوں ہے اور کیوں ذرا سی تفاوت ہے۔ اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوروں کے درخت ہیں کچھ تو ایک تنہ سے اوپر دو شاخ ہو گئے ہیں اور کچھ دو تنے نہیں ہوئے ان میں سے ہر ایک کو ایک ہی طرح کے پانی سے سینچا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں۔ پھل یعنی قد اور مزہ میں رنگ میں اور خوشبو میں اللہ نے ایک کو دوسرے پر فوقیت دی ہے۔ ان امور میں کچھ سمجھداروں کے لئے توحید کے دلائل موجود ہیں جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں اور غور کرتے ہیں ان کو ان امور کے اندر اللہ کی توحید نظر آتی ہے۔ بحوالہ (تفسیر مظہری)

۵۔ اگر آپ منکرین اور کافروں کی اس بات پر حیران ہوتے ہو کہ یہ کائنات عالم میں کثیر دلائل قدرت کو دیکھتے ہیں مگر خالق عالم کی وحدانیت معبودیت پر سچے اور صحیح طریقے سے ایمان نہیں لاتے۔ آپ ان کی ہٹ دھرمی پر بھی حیران ہوتے ہیں حالانکہ حیرانی والی تو ان نادانوں کی یہ بات ہے کہ جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو پھر ہم نئے سرے سے (کیا) پیدا ہوں گے۔ یہ انکار کتنا تعجب ناک ہے (جبکہ) نئی زندگی دوبارہ اسی جسم، شکل وصورت سے دوبارہ پیدا کرنا (خالق حقیقی کے لئے) کوئی ناممکن امر نہیں اور یہ ضرور ہوگا۔ مگر وہ ایمان نہیں لاتے وہ دراصل اپنے رب کے ہی کافر ہیں لہٰذا اس عذاب کے حق آخرت برپا کی جائے گی یہ اپنے آپ کو اس کا مستحق بنا رہے ہیں اور (دائمی) ان کی گردنوں میں عذاب کے طوق ہوں گے اور یہی جہنمی، جہنم میں ہمیشہ رہیں گے) (بحوالہ اشرف التفاسیر)

۶۔ ان منکرین حق کی یہ دیرینہ عادت ہے کہ اسلام کی مخالفت کے جو روشن دلائل ان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تو ان پر غور و فکر
کی زحمت گوارا نہیں کرتے البتہ منکرین کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو عذاب مقدر کیا ہے اس کے جلد آنے کے لئے بڑا شور مچاتے ہیں۔
انھوں نے اسلام کی مخالفت کی صرف ایک دلیل اپنے ذہن میں جما رکھی ہے کہ اگر وہ عذاب اتر آیا تو نبی سچے ہیں اور ان کا دین سچا یعنی
برحق ہے اور اگر ان کی فرمائش کے مطابق نہ اترا تو گویا انہیں سمجھنے کی مزید مہلت دی گئی تو اس پر فیصلہ دیتے ہیں کہ یہ سب
کچھ من گھڑت اور کھوکھلی دھمکیاں ہیں * ان سے پہلے بھی کئی قومیں گزر چکی ہیں جنھوں نے اسی قسم کی حماقت کی اور عذاب الٰہی
کے نزول کا مطالبہ کیا اور اسی نزول عذاب کو نبی کی صداقت کا معیار قرار دیا۔ ہم نے دنیا پر ان کی خواہش اور اصرار کے باعث
جب عذاب بھیجا تو کیا وہ تباہ و برباد ہو کر نہ رہ گئے * اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا رب تو اپنے بندوں پر عذاب
نازل کرنے میں عجلت سے کام نہیں لیتا اس کی مغفرت کا دامن بڑا وسیع ہے لیکن جب انکار و عناد کی حد ہو جاتی ہے
اور مہلت کا عرصہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر ان پر ایسا شدید عذاب آتا ہے کہ وہ نیست و نابود کر کے رکھ دیے جاتے ہیں (مواہب القرآن)

لغوی اشارے * مُتَجٰوِرٰتٌ : اسم فاعل جمع مونث متجاورۃٌ واحد تجاورٌ مصدر باب تفاعل۔ برابر برابر
باہم ملے ہوئے اس لفظ کا مادہ جور ہے لیکن اختلاف صلات و ابواب کے سبب بہت سے معنی میں اختلاف
ہو جاتا ہے مثلاً جار ہمسایہ، رشتہ دار، حلیف، شریک تجارت۔ پناہ دینے والا، پناہ پانے والا، پناہ
چاہنے والا۔ جوارٌ ہمسائیگی، پناہ، مکان کے آس پاس کا صحن، جورٌ۔ راستے سے پھر جانا، راستہ
سے مڑ جانا بشرطیکہ اس کے بعد عن آئے اگر علیٰ مذکور ہو مثلاً جار علیہ تو ظلم کرنے کا معنی ہوتا۔ مجاورۃٌ
(باب مفاعلہ) ہمسایہ ہونا، کسی کی پناہ میں ہو جانا۔ جِوارٌ۔ پناہ، امان، کسی کو پناہ دینا وغیرہ ● صِنْوَانٌ :
جڑ ملے ہوئے، ایک جڑ سے ملی ہوئی شاخیں صِنْوٌ کی جمع۔ صنو اس شاخ کو کہتے ہیں جو درخت کی جڑ سے
نکلی ہو اس کا تثنیہ صنوانِ اور جمع صنوانٌ ہے۔ یہ امام راغب اصفہانی کا بیان ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی
لکھتے ہیں کہ "اصل میں صنو کے معنی مثل کے ہیں اور مراد اس سے یہاں وہ شاخ ہے کہ اس کو دوسری شاخ
کے ساتھ یا زیادہ شاخوں کو ایک ہی جڑ نکلے ہوئے ہوں اسی معنی میں حدیث ہے عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ (مرد کا چچا
اپنے باپ کی طرح ہے) کیونکہ ان دونوں کو ایک ہی اصل نکلے ہوئے ہوتی ہے" (فتح الباری) بحوالہ (لغات القرآن)

معلومات مزید * رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ستایا گیا کہ
کسی کو دکھ پہنچے تو آدمی کا چچا باپ ہی یعنی چچا باپ کی مانند ہوتا ہے ● علامہ اسماعیل حقیؒ نے یہ حکایت نقل کی ہے کہ جب
حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو آپ جنت سے تیس مختلف کھجوریں لائے جن میں مختلف ثمرات تھے
بعض وہ ہیں جن پر اوپر چھلکا ہوتا ہے جیسے اخروٹ، بادام، پستہ، چلغوزہ، شاہ بلوط، صنوبر، انار، نارنگی،
کیلا، خشخاش۔ ان میں دس وہ تھے جن پر چھلکا نہیں ہوتا لیکن اندر گٹھلی ہے کھجور، زیتون، خوبانی، آلو،
آلو بخارا، عناب، غبیرا، دواقن، زعرور (یعنی ایک سرخ پھل والا درخت۔ اس پھل کی گٹھلی تو بڑی ہوتی ہے اور گودا
کم ہوتا ہے) اور ان میں بعض وہ تھے جن کا چھلکا نہ گٹھلی جیسے سیب، ناشپاتی، بہی، انجیر، انگور، لیموں، خرنوب
ککڑی، کھیرا، تربوز۔ ان کی زمین پیداوار بارے معلومات بالا کی ثانی نہیں۔ (س م ح ش)

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۧ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝

اور کافر کہتے ہیں کہ کیوں نہ اتاری گئی ان کی طرف کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے آپ تو (کفروں کے انجام بد سے) ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے آپ ہادی ہیں * اللہ تعالی جانتا ہے جو (شکم میں) اٹھائے ہوتی ہے کوئی مادہ اور (جانتا ہے) جو کم کرتے ہیں رحم اور جو زیادہ کرتے ہیں اور ہر چیز اس کے نزدیک ایک اندازہ سے ہے * وہ جاننے والا ہے ہر پوشیدہ چیز کو اور ہر ظاہر چیز کو سب سے بڑا عالی مرتبہ ہے۔ (۱۳/ ۷ تا ۹ * ت: ض)

۷۔ اور یہ کفار کہتے ہیں ان پر کوئی (خاص) معجزہ (جو ہم چاہتے ہیں) کیوں ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا۔ "آیۃ" یعنی کوئی خاص نشانی اور معجزہ جو ان کی نبوت کو ثابت کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو معجزات نازل کئے گئے کافروں کے نزدیک درخور اعتناء نہیں تھے اور عناد و ضد کی وجہ سے خود پسند معجزات کے طلبگار تھے اس کے جواب میں فرمایا۔ آپ صرف (مخالفت کرنے والوں کو اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والے نبی ہیں اور ہر قوم کے لئے راہنما ہوتے چلے آئے ہیں یعنی آپ کے ذمہ احکام الٰہی پہنچا دینا اور نہ ماننے والوں کو عذاب کا خوف دلانا ہے مطلوبہ معجزات کو پیش کرنا اور جبراً ہدایت یافتہ بنا دینا آپ کا کام نہیں راہ حق کی طرف بلانا آپ کا کام ہے اور ہر قوم کی ہدایت کے لئے کوئی نہ کوئی پیغمبر آتا رہا ہے جو خداداد معجزات پیش کرتا رہا ہے مطلوبہ فرمائشی معجزات کسی نے پیش نہیں کئے۔ سعید بن جبیرؓ کے نزدیک ہادی سے مراد اللہ ہے یعنی ہر قوم کو ہدایت یاب بنانا اور ہدایت پر قدرت دینا تو اللہ کا کام ہے وہی ہدایت پر قادر ہے عکرمہ نے کہا ہادی سے مراد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ تو "نذیر" اور ہر قوم کو راستہ دکھانے والے ہیں * اللہ تعالی کا علم کامل ہے قدرت تام ہے قضاء و قدر کے دائرہ سے کوئی چیز باہر نہیں وہ ہر فرمائشی معجزہ کو پیدا کر سکتا ہے اور قادر مطلق ہے ان کافروں کو ہدایت بھی کر سکتا ہے مگر مطلوبہ معجزات کی درخواست سے طلب ہدایت مقصود نہیں بلکہ محض عناد کے زیر اثر ایسی فرمائشیں کی جاتی ہیں اس لئے ان فرمائشوں کو پورا نہیں کرتا۔ (تفسیر مظہری)

۸۔ اللہ تعالی کی صفت علم کو بیان کیا جا رہا ہے کہ شکم میں قرار پانے والے نطفہ کو اور مدت حمل میں جو چھوٹے بڑے اہم اور غیر اہم تغیرات اس میں رونما ہوتے ہیں وہ ان سب کو جانتا ہے۔ ہر چیز کے لئے اس نے ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے ہر چیز اس کے عین مطابق معرض وجود میں آئی ہے جو ذات تمہیں اس وقت سے جانتی ہے جبکہ تم ایک قطرہ آب سے زیادہ کچھ نہ تھے تو کیا اب تمہارا کوئی قول اور تمہارا کوئی ارادہ اس سے چھپا رہ سکتا ہے" یا اگر تم قبروں میں پڑے پڑے خاک ہو جاؤ اور تمہارے ذروں کو ہوا اڑا لے جائے تو وہ بھی اس کے علم میں ہے اور قیامت کے دن وہ ان سب منتشر ذروں کو اکٹھا کر کے زندہ کرے گا اور تم سے باز پرس ہوگی۔ (ضیاء القرآن)

۹۔ جسے غیب کہا جاتا ہے اس کا اللہ تعالی عالم ہے۔ غیب کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے جو شے حس سے پوشیدہ ہو وہی غیب ہے اس تعریف میں معدومات، اسرار خفیہ اور آخرت داخل ہیں۔ اللہ تعالی کے علم میں کوئی شے مخفی نہیں کیونکہ ظاہر

وَالشَّهَادَةِ

و پوشیدہ اس کے لئے یکساں ہے ✱ اور ہر وہ شے جس پر اسم شہادت صادق آتا ہے یعنی ہر وہ شے جو حس میں حاضر ہو سکے
اس کا بھی اللہ تعالیٰ عالم ہے اس میں تمام موجودات بمع کل اشیاء علانیہ اور دنیا داخل ہے ✱ اللہ تعالیٰ علیم اتنا ہے
کہ اس کے علم سے کوئی شے خارج نہیں ہو سکتی وہ اپنی قدرت سے ہر شے پر غالب اور بلند و بالا ہے۔ (روح البیان)

لغوی اشارے ✱ اٰیۃ : آیت، نشانی، حکم خداوندی، پیغام الٰہی، دلیل اور معجزہ وغیرہ۔ آیت کے معنی اصل میں ظاہری
نشانی کے ہیں اور اسی اعتبار سے قرآن مجید کی آیت کو آیت کہتے ہیں کہ وہ گویا کلام کے ختم ہو جانے کی علامت ہے بعض
اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ آیت کے معنی جماعت کے بھی آتے ہیں اور آیت قرآنی میں حروف کا ایک مجموعہ
جمع ہوتا ہے اس لئے اس کو آیت کہا جاتا ہے بعض کہتے ہیں چونکہ یہ اعجاز قرآنی کی نشانی ہے اس لئے اس کو کہا گیا ●
تَحْمِلُ : تو لادے، تو بوجھ لادے (ضرب) حَمْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر حَمْلٌ کے معنی ایک ہی ہیں بوجھ
لادنا، بوجھ اٹھانا مگر چونکہ اس کا استعمال بہت سی اشیاء کے متعلق ہوتا ہے اس لئے گو صیغہ فعل یکساں
رہتا ہے مگر مصادر میں فرق ہو جاتا ہے خیال رہے جو بوجھ کہ ظاہر میں اٹھائے جاتے ہیں جیسے وہ چیزیں کہ جو پیٹھ پر لادی
جاتی ہیں ان کے لئے حِمْلٌ (بالکسر) آتا ہے اور جو بوجھ کہ باطن میں اٹھائے جاتے ہیں جیسے بچہ پیٹ میں اور پانی ابر میں
اور پھل درخت میں ان کے لئے حَمْلٌ (بالفتح) کا استعمال ہوتا ہے۔ تَحْمِلُ : وہ حاملہ ہوتی ہے، وہ اٹھاتی ہے
حَمْلٌ اور حِمْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ● تَغِیْضُ : گھٹاتی ہے، کم کرتی ہے۔ غیض سے مضارع واحد
مؤنث غائب ● تَزْدَادُ : وہ بڑھتی ہے وہ بڑھاتی ہے، ازدیاد سے جس کے معنی بڑھنے اور بڑھانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد
مؤنث غائب ● اَلْکَبِیْرُ : صفت مشبہ مفرد منصوب بحرف عظمت و بڑائی میں بڑا ● مُتَعَال : بلند و برتر (لغات القرآن، قاموس القرآن)

مفہومات مزید ✱ اللہ تعالیٰ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ہے یعنی پوشیدہ و ظاہر ہر شے کا جاننے والا، علم رکھنے
والا خالق و پروردگار علیم و حکیم ہے قرآن مجید میں اس لفظ کا استعمال حق تعالیٰ کی ذات عالی ہی کے لئے ہوا ہے
اور جب حق تعالیٰ کے لئے اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں وہ ذات عالی کہ جس پر کوئی چیز مخفی
نہ ہو اور ہر چیز کی حقیقت سے باخبر ہو۔ کتاب الاسماء والصفات میں مرقوم ہے "عالم" کے معنی یہ ہیں کہ
وہ ذات جو اشیاء کا اس طرح ادراک کرے جس طرح وہ ہیں۔ اسی طرح اہل علم نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ
"عالم" جب اللہ تعالیٰ کا وصف ہو تو اس کے معنی ہیں وہ ذات جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور یہ بات صرف اللہ تعالیٰ
کے وصف میں صحیح ہے ✱ جو چیزیں لوگوں کے لئے غیب ہیں یا حاضر اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔ غائب وہ جو کسی حس سے
چھپا ہو جیسے رنگ ناک سے غائب اور خوشبو آنکھوں سے پوشیدہ لیکن غیب وہ ہے جو تمام حواس سے پوشیدہ ہو
غائب کا مقابل حاضر اور غیب کا مقابل شہادت۔ غیب اور شہادت کا علم رب تعالیٰ کی خصوصیت ہے

(حسام ح ش)

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝
لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ
حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ
مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝

(اس کے علم میں) برابر ہے تم میں سے جو کوئی بات چھپائے اور جو کوئی اسے ظاہر کرے، اور جو کوئی رات میں چھپ جائے اور (جو کوئی) دن میں چلے پھرے * ہر ایک کے لئے باری باری آنے والے فرشتے ہیں اس کے آگے بھی اور اس کے پیچھے بھی وہ اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں بے شک اللہ کسی قوم کی حالت ـــــ بدل نہیں دیتا جب تک وہ لوگ خود اپنے میں تبدیلی نہیں کر لیتے اور جب اللہ کسی قوم پر مصیبت ڈالنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو کوئی صورت ہی اس کے ہٹنے کی نہیں، اور نہ کوئی اللہ کے مقابلے میں ان کا مددگار رہتا ہے * اور وہی (اللہ) ہے جو تمہیں بجلی (کی چمک) دکھلاتا ہے، ذریعہ خوف بھی بنا کر اور ذریعہ امید بھی بنا کر اور جو بھاری بادلوں کو بلند کرتا ہے (۱۳/ ۱۰ تا ۱۲ * ت : م)

۱۰۔ یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ کے علم محیط کا بیان ہے یعنی وہ تمہاری سب باتوں کو جانتا ہے خواہ تم بڑی رازداری سے سرگوشیاں کرو یا بلند آواز سے اظہار خیال کرو۔ خواہ رات کی تاریکی کے پردہ میں تم چھپے ہوئے ہو یا دن کے اجالے میں ظاہر دکھائی دے رہے ہو۔ وہ تمہاری ہر بات سنتا ہے اور تمہیں ہر حال میں دیکھتا ہے۔ (ضیاء القرآن)

● ذکر بالجہر رب کو سنانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے غافل دل اور دوسرے غافلوں کو جگانے اور عالم کی چیزوں کو گواہ بنانے کے لئے ہے (نور العرفان)

۱۱۔ ہر شخص (کی حفاظت یا اعمال کے لکھنے) کے لئے کچھ فرشتے مقرر ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کچھ اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت یا نگرانی رکھتے ہیں معقّبات اس سے مراد فرشتے ہیں جو رات دن باری باری سے آتے جاتے رہتے ہیں۔ رات کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں تو ان کے پیچھے دن کے فرشتے آ جاتے ہیں اور دن کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں، یہ بندوں کے اعمال لکھتے ہیں اور آفات سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ بغوی نے صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے آگے پیچھے آتے جاتے رہتے ہیں۔ فجر اور عصر کی نماز میں دونوں کا اجتماع ہوتا ہے رات میں جو فرشتے تم میں رہتے ہیں فجر کو جب وہ چڑھ جاتے ہیں تو ان کا رب باوجودیکہ خود بخوبی واقف ہوتا ہے پھر بھی فرشتوں سے پوچھتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں ان کو ہم نے نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم پہنچے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے * حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کی اچھی حالت کو بری حالت سے نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی اچھی حالت کو نہیں بدلتے اور جب اللہ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا چاہتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت نہیں اور کوئی اللہ کے سوا ان کا مددگار نہیں رہتا۔ (ترک شکر) اپنے اچھے احوال کو خود اپنے ہاتھوں تباہ دینے کے بعد جب اللہ ان پر مصیبت ڈالنا چاہتا ہے عذاب دینا اور تباہ کرنا چاہتا ہے تو کوئی اس کو ٹالنے والا نہیں۔ کارساز یا مددگار نہیں کہ مصیبت کو دفع کر سکے۔ یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ ارادۂ خداوندی کے خلاف ہونا محال ہے۔ (تفسیر مظہری)

۱۲۔ وہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ تمہیں بجلی دکھاتا ہے یعنی بادل سے روشنی چمکاتا ہے۔ خوف، ڈر کے لئے یعنی خوف کے ارادہ پر یا صاعقہ سے گھروں کی بربادی کے لئے ڈراتا ہے * امید پر یعنی طمع کے ارادہ پر یا اس لئے کہ تمہیں بارش کی برکتوں کی امید ہو جائے اور چاہو کہ بارش سے بہت دکھ درد ہو جائیں (ف) بارش بعض لوگوں کے لئے ضرر رساں ہوتی ہے اور بعض کے لئے موجب رحمت ہوتی ہے مثلاً مسافر، کھجور اور انگور کے باغات اور کچے مکانوں والے بارش سے گھبراتے ہیں اور مقیم، کھیتی باڑی اور کھجور اور انگور کے سوا دوسری قسم کے باغات کے مالکان خوش ہوتے ہیں * اور بادلیاں اٹھاتا ہے یعنی بادلوں کو پیدا کرتا ہے جو بوجھل اور بھاری * ہر کام میں تاثیر یزدی کا دخل ہے۔ (بحوالہ روح البیان)

لغوی اشارے * اَسَرَّ : اس نے چھپایا، اس نے بات کی، چھپا کر کہا۔ اِسْرَارٌ سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ● جَهَرَ : اس نے ظاہر کیا، اس نے زور سے کہا جَهْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ● مُسْتَخْفٍ : اسم فاعل واحد مذکر اسْتِخْفَاءٌ مصدر باب استفعال چھپنے والا، چھپنے کا خواستگار۔ یہ لفظ اصل میں مستخفی تھا۔ خفی مادہ، خُفْيَةٌ مصدر باب سمع خِفَاءٌ اوٹ، پردہ، اِخْفَاءٌ باب افعال چھپانا ● سَارِبٌ : گلیوں میں پھرنے والا، راہ میں چلنے والا۔ سُرُوْبٌ سے جس کے معنی اپنے رخ پر چلنے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد، مذکر اسرابٌ جمع ہے ● مُعَقِّبَاتٌ : اسم فاعل مونث، جمع الجمع، مُعَقِّبَةٌ جمع مُعَقِّبٌ واحد تعقیبٌ مصدر۔ باری باری سے روز و شب آنے والے ملائکہ ● يُغَيِّرُ : واحد، مذکر غائب مضارع مرفوع تغییرٌ مصدر (تفعیل) وہ نہیں بدلتا ہے (نعمت کو تکلیف سے) ● يُغَيِّرُوا : یہاں تک کہ وہ بدل ڈالیں (بھلائی کو برائی سے) ● وَالٍ : مددگار، کارساز جمع وُلَاۃ ● سُوْءٌ : برا ہونا باب نصر سے مصدر۔ (لغات القرآن، قاموس القرآن)

معلومات مزید * حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! مجھے بتایئے کہ بندے کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں (مظ) تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک فرشتہ تیرے دائیں ہاتھ کی طرف ہے جو تیری نیکیوں پر مامور ہے اور وہ بائیں ہاتھ والے فرشتے کا سردار ہے جب تو ایک نیکی کرتا ہے تو وہ دس نیکیاں لکھتا ہے اور جب تو ایک بدی کرتا ہے تو بائیں ہاتھ والا فرشتہ کہتا ہے میں اس کو لکھ دوں؟ تو دائیں ہاتھ والا کہتا ہے (ابھی ٹھہرو) شاید یہ توبہ استغفار کر لے جب تین بار ایسے کہہ چکتا ہے تو دائیں ہاتھ والا فرشتہ کہتا ہے اچھا اب لکھ لو (اور کہتا ہے) اللہ اس سے ہم کو بچائے یہ برا ساتھی ہے نہ اس کو اللہ کا پاس و لحاظ ہے نہ اللہ سے شرم۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔" (۵۰/۱۸) اس کے پاس لکھنے کے لئے، جو لکھ لیتا ہے اور دو فرشتے تیرے آگے پیچھے ہیں۔ ارشاد حق تعالیٰ ہے: "آدمی کے لئے بدلنے والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں۔" (۱۳/۱۱) اور ایک فرشتہ تیری پیشانی پر مسلط ہے جب تو اللہ کے لئے اس کو نیچے رکھتا ہے تو وہ تجھے سربلند کرتا ہے اور اگر تو غرور کرتا ہے تو وہ تجھے شکستہ کر دیتا ہے اور دو فرشتے تیرے لبوں پر مامور ہیں کہ تو نبی پاک ﷺ پر درود پڑھے تو اس کی نگہداشت کریں اور ایک فرشتہ تیرے منہ کا محافظ ہے کہ سانپ (وغیرہ) کو منہ میں داخل نہ ہونے دے اور دو فرشتے تیری دونوں آنکھوں پر مامور ہیں ہر آدمی کے بیس فرشتے ہیں دس دن کے اور دس رات کے۔ (ابن جریر)

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ
وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ
لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ
اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ سجدہ

اور گرج اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے اور فرشتے اس کے ڈر سے اور کڑک بھیجتا ہے تو اسے ڈالتا ہے جس پر چاہے اور وہ اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں اور اس کی پکڑ سخت ہے * اسی کا پکارنا سچا ہے اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا اور کافروں کی ہر دعا بھٹکتی پھرتی ہے * اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے خواہ مجبوری سے اور ان کی پرچھائیاں ہر صبح و شام (۱۳/ ۱۳ تا ۱۵ * ت: ک)

۱۳۔ اور اس کے خوف سے رعد اور دوسرے فرشتے اس کی پاکی اس کی تعریف کے ساتھ ساتھ بیان کرتے ہیں یعنی سبحان اللہ و بحمدہ کہتے ہیں۔ اور وہ بجلیاں بھیجتا اور جس پر چاہتا ہے ان کو گراتا ہے صواعق، صاعقة کی جمع ہے۔ صاعقہ ہلاک کرنے والی بجلی۔ یہاں مراد ہے ٹوٹ کر گرنے والی بجلی کہ جس پر گرتی ہے اس کو سوختہ کر دیتی ہے * اور وہ اللہ کے بارے میں اللہ کے رسول سے جھگڑتے ہیں یعنی اللہ کی توحید، اللہ کی قدرت کاملہ، اللہ کے علم محیط اور لوگوں کے دوبارہ پیدا ہونے اور سزا و جزا دیئے جانے کے متعلق اللہ کے رسول سے جھگڑتے ہیں۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت محمد بن علی باقرؒ نے فرمایا بجلی مسلم و غیر مسلم سب پر گرتی ہے مگر ذکر (الٰہی) کرنے والے مسلم پر نہیں گرتی۔ نسائی اور بزار نے حضرت انسؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو دور جاہلیت کے کسی بڑے آدمی کے پاس دعوت ایمان دینے کے لئے بھیجا، اس شخص نے کہا جس رب کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ کس چیز کا ہے لوہے، تانبے، چاندی یا سونے کا ہے۔ صحابی نے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا جواب سنا دیا آپ نے دوبارہ اور تیسری بار بھیجا (اور اس شخص نے وہی جواب دیا) اس کے بعد اللہ نے اس (منکر) پر ایک بجلی گرا دی جس سے وہ سوختہ ہو کر رہ گیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

۱۴۔ دعوۃ الحق اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے سچا پکارنا۔ یا دعوۃ بمعنی عبادت۔ الحق بمعنی التحقیق ہے یعنی لائق۔ یا دعوۃ سے بمعنی دعا مستجاب مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہی دعا مانگی جاتی ہے اور وہی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور سوالی کا سوال پورا کرتا ہے۔ اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو پکارتے ہیں اس سے صنم مراد ہیں کہ کفار اصنام کو پکارتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اصنام سے دعا مانگتے تھے۔ صنم جواب نہیں دیتے۔ (وہ ایسے ہیں) کہ جیسے کوئی شخص (جو رسی اور ڈول پاس نہیں رکھتا لیکن پانی کی خاطر کنوئیں کے منہ پر کھڑا ہو کر ہاتھ پھیلائے اور آہ و زاری کر کے پانی طلب کرے تاکہ اس کے منہ میں پانی پہنچ جائے یعنی وہ پانی کو زبان سے اور ہاتھ کا اشارہ کر کے اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ پانی اس کے منہ میں پہنچ جائے

(جب کہ) پانی تو جامد محض اور لاشعور شے ہے اسے کسی کے ہاتھ پھیلانے کی کیا خبر اور اسے کسی کے پیاسے ہونے کا کیا علم اور کیا پتہ کہ کسی کو اس سے کیا حاجت ہے اور نہ ہی اسے قدرت ہے کہ وہ اپنے طور پر کسی کو نفع پہنچائے (اصنام کو پکارنے اور اصنام کا ان کی پکار نہ سننے اور نفع نہ دینے کو) پانی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کفار کا اصنام کو پکارنا ضیاع، بطلان اور خسارہ کے سوا کچھ نہیں کیونکہ اصنام نہ سن سکتے ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتے اور نہ نقصان سے بچا سکتے ہیں) (بحوالہ روح البیان)

۱۵۔ زمین و آسمان کی ہر چیز اپنے مالک کے حکم کے آگے سر افگندہ ہے۔ کوئی تو وہ خوش نصیب ہیں جن کا ظاہر اور باطن جن کا دل اور دماغ جن کی روح اور جن کا بدن اس کی عظمت و کبریائی کو دل وجان سے تسلیم کرتے ہوئے اس کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں اور جن کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوتے ہیں وہ بھی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔ اسی کے حکم سے اور اسی کے مقرر کئے ہوئے وقت پر پیدا ہوئے اور جب اس کا حکم آئے گا انہیں اس دنیا سے اسی وقت بلا توقف جانا پڑے گا کوئی چاہے یا نہ چاہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا طوق اس کے گلے میں آویزاں ہے کسی کی مرضی ہو یا نہ ہو اس کے حکم کے سامنے ہر ایک کو گردن جھکانی پڑتی ہے۔ (ضیاء القرآن) أن المؤمن يسجد ببدنه طوعاً، وكل مخلوق من المؤمن والكافر يسجد من حيث إنه مخلوق، يسجد دلالة وحاجة إلى الصانع (قرطبی)

● "اور ان کی پرچھائیاں ہر صبح وشام" اس طرح کہ ہر ایک کی پرچھائیں صبح کو مغرب کی طرف بڑھتی ہے اور شام کو مشرق کی طرف پرچھائیں کی یہ حرکتیں رب تعالیٰ کی اطاعت پر مبنی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کی پرچھائیں حقیقتاً رب تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتی ہے تو افسوس ہے کہ بندہ نہ کرے وہ اس پرچھائیں سے بھی بدتر ہوا۔ (نور العرفان)

لغویات رعد ✱ رَعْدٌ: کڑک، گرج، گرجنے والا، یہ اصل میں مصدر ہے بمعنی گرکنے اور گرجنے کے، اس کا فعل باب نَصَرَ وفَتَحَ سے آتا ہے اور ابر کی کڑک اور گرج کے لئے بطور اسم مستعمل ہے۔ امام بغوی نے معالم التنزیل میں تصریح کی ہے کہ اکثر مفسرین کے نزدیک رعد اس فرشتے کا نام ہے جو ابر کو ہانکتا اور چلاتا ہے (معالم التنزیل) جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس سلسلہ میں ایک روایت منقول ہے کہ یہود نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا بتائیے رعد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ ہے جو ابر پر متعین ہے (الاتقان ۲:۲) ● صَوَاعِقَ: کڑک، بجلیاں۔ صَاعِقَةٌ کی جمع

معلومات مزید ✱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارا رب العزت فرماتا ہے اگر میرے بندے میری پوری اطاعت کرتے تو میں راتوں کو بارشیں برساتا اور دن کو سورج چڑھاتا اور انہیں گرج کی آواز تک نہ سناتا۔ (مسند احمد) فرمایا گرج سن کر اللہ کا ذکر کرو کیونکہ ذکر کرنے والوں پر کڑکا نہیں گرتا۔ وہ کڑکا بھیجتا ہے جسے چاہے اس پر عذاب گرتا ہے اسی لئے آخر زمانہ میں بکثرت بجلیاں گریں گی (طبرانی) ✱ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حقیقی، ہر طرح لائق عبادت ہے اور وہی اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور قبول فرماتا ہے ← کوئی نادان اگر پانی جیسی بے جان و بے بس چیز کی طرف اس امید سے ہاتھ پھیلائے کہ خود بخود پانی اس تک پہنچ جائے گا اس کے منہ میں چلا آئے گا اور پیاس بجھا دے گا یہ محض نادانی ہے ✱ سورہ رعد کی پندرھویں آیت، آیت سجدہ ہے۔ سجدہ تلاوت سے متعلق احکام ومسائل سورہ اعراف کی آخری آیت کے تحت گزر چکے ہیں ✱ اللہ ہی کو کائنات کی ہر شے سجدہ کر رہی ہے چاہتے ہوئے یا نہ چاہتے ہوئے۔ تمام چیزیں اور ان کے سائے

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ
لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ
وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ
كُلِّ شَىْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ ۢ بِقَدَرِهَا
فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِى النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ
زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۬ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا
مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا
لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ
مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۬ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ ع

پوچھو کون ہے آسمانوں اور زمین کا رب؟ کہو اللہ تعالیٰ۔ پوچھو پھر کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے سوا ان چیزوں کو معبود بنا رکھا ہے کہ جو خود اپنے لئے بھی نہ کچھ نفع کی قدرت رکھتے ہیں نہ نقصان کی۔ کہو کیا اندھا اور بینا برابر ہیں؟ یا کہیں اندھیریاں اور روشنیاں برابر ہو سکتی ہیں؟ کیا جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا رکھا ہے انہوں نے بھی کچھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے؟ تب ان کو مخلوق میں اشتباہ پڑ گیا ہے کہو ہر چیز کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جو یکتا (اور) زبردست (قہار) ہے ✱ جس نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے اپنی (اپنی) مقدار سے نالے بہنے لگے پھر پانی کے ریلے نے پھولے (پھولے) جھاگ اٹھائے اور جس چیز کو کہ آگ میں زیور یا اور کسی اسباب بنانے کے لئے پگھلاتے ہیں اس پر بھی ویسا ہی جھاگ ہوتا ہے۔ یوں بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال پھر جو جھاگ ہے وہ تو یوں ہی جاتا رہتا ہے اور جو لوگوں کو فائدہ دیتا ہے (یعنی پانی) سو وہ زمین میں ٹھہرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں یوں بیان کیا کرتا ہے ✱ جنہوں نے اپنے رب تعالیٰ کا کہنا مانا ان کے لئے بہتری ہے اور جنہوں نے اس کا کہنا نہ مانا اگر ان کے لئے زمین بھر کی سب چیزیں بھی ہوں اور اس کے ساتھ اتنی ہی اور بھی ہو تو جرمانے میں دینا قبول کر لیں گے (قیامت میں عذاب سے بچنے کے لئے اور قبول نہ ہوگا) اور انہیں کا برا حساب ہے۔ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور برا ٹھکانا ہے۔ (۱۳۰/۱۶ تا ۱۸ ✱ ت: ح)

۱۶۔ آپ دریافت کیجئے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ان کا انتظام رکھنے والا اور ان کے تمام امور کا ذمہ دار کون ہے۔ اگر وہ کوئی جواب نہ دیں تو ان کی طرف سے آپ جواب دے دیں کہ اللہ ہی آسمان و زمین کا رب ہے بغوی نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں سے پوچھا کہ آسمان و زمین کا خالق کون ہے تو انہوں نے جواب دیا آپ ہی بتایئے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلِ اللّٰهُ آپ جواب دیجئے کہ اللہ ہی ان کا رب ہے ✱ کیا تم اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہو اور پھر دوسروں کو اپنا کارساز بناتے ہو یہ بات تقاضائے عقل کے خلاف ہے کیوں کہ تم جن کو کارساز بناتے ہو ان کی حالت تو یہ ہے کہ ان کا اپنا نفع و ضرر بھی ان کے بس میں نہیں۔ اپنے لئے وہ نہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں نہ آنے والے ضرر کو اپنے اوپر سے دفع کر سکتے ہیں جب ان کی خود اپنے لئے یہ

حالت ہے تو تمہاری کارسازی کیا کر سکتے ہیں اور کس طرح تم کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور تم پر آنے والے ضرر کو دفع کر سکتے ہیں۔

* آپ پوچھیے کہ کیا نابینا / بینا برابر ہو سکتے ہیں۔ نابینا سے مراد ہے بے عقل بے بصیرت یا وہ شخص جو اپنی بصیرت سے کام نہ لے۔ یا تاریکیاں اور روشنی برابر ہیں یعنی کیا کفر اور ایمان برابر ہو سکتے ہیں۔ انھوں نے جن معبودوں کو شریک بنا رکھا ہے وہ کسی چیز کے خالق نہیں کہ ان کو خدا کی تخلیق اور معبودوں کی تخلیق میں اشتباہ ہو جاتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ خدا خالق ہے اس لئے معبود ہے اور ہمارے معبود بھی خالق ہیں اس لئے وہ بھی مستحق عبادت ہیں بلکہ یہ جن کو اللہ کا شریک ٹھیرا رہے ہیں وہ تو بالکل عاجز ہیں ان میں تو بالکل ہی قدرت نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں اجسام ہوں یا اعراض یا غیر مادی ارواح جس کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اگر وہ کسی کو پیدا کرنا نہ چاہے تو اس کا پیدا ہونا ممکن ہی نہیں۔ پس اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

۱۷۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی کو نازل فرمایا۔ یعنی آسمان کی طرف سے یا آسمانی سبب سے "گرمی کو سورج کی گرمی وغیرہ سے سمندر کا پانی گرم ہو کر اوپر اڑتا ہے پھر اوپر کی ٹھنڈک سے بادل بن کر برستا ہے ورنہ بارش خود آسمان سے نہیں آتی یا یہ مطلب ہے کہ بارش سمندر سے ہوتی ہے مگر سمندر میں پانی آسمان سے آتا ہے۔ پانی کا خزانہ سمندر ہے" مگر نگران آسمان" ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ" اسی لئے دعا میں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہیں کیونکہ آسمان ہمارے رزق کا اصل خزانہ ہے نہ اس لئے کہ آسمان میں رب رہتا ہے، وہ تو جگہ سے پاک ہے * رب کی دین بہت ہے مگر اس کا لینا اپنے برتن کے مطابق ہے

" نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کی رو اس پر ابھرے ہوئے جھاگ اٹھا لائی اور جس پر آگ دہکاتے ہیں" جیسے سونا چاندی وغیرہ دھاتیں جن کو زیور بنانے کے لئے انھیں آگ میں تپایا جاتا ہے۔ "متاع" سے مراد زیور کے علاوہ دیگر استعمال کی چیزیں ہیں جیسے برتن وغیرہ۔ خلاصۂ مثال یہ ہے کہ باطل جھاگ کی طرح ہوتا ہے جو سیلاب پر سونا چاندی وغیرہ دھاتوں پر پگھلاتے وقت ہوتا ہے اور حق اصل متاع یا سونے چاندی کی طرح ہے کہ جھاگ اوپر اور یہ چیزیں نیچے مگر جھاگ کے لئے بقا نہیں، ان چیزوں کے لئے بقا ہے ایسے ہی کبھی باطل حق پر چھایا جاتا ہے مگر آخرکار باطل ہلاک ہوتا ہے اور حق کو فتح ہوتی ہے۔ حق والوں پر مصیبتیں بھی آ سکتی ہیں لیکن آخرکار فتح اہل حق کی ہوتی لیکن صبر چاہیے (بحوالہ نور العرفان)

۱۸۔ اللہ و رسول کو ماننے والے احکام کے پابند خبروں پر یقین رکھنے والے نیک بدلے پائیں گے۔ ایماندار اور نیک عمل لوگ بہترین بدلہ پائیں گے۔ نیکوں کے لئے نیک بدلہ ہے اور احسان میں اضافہ بھی۔ جو لوگ اللہ کی باتیں نہیں مانتے یہ قیامت کے دن ایسے عذاب دیکھیں گے کہ اگر ان کے پاس ساری زمین بھر کر سونا ہو تو وہ اپنے فدیے میں دینے کے لئے تیار ہو جائیں بلکہ اس جتنا اور بھی۔ مگر بروز قیامت نہ فدیہ ہوتا نہ بدلہ نہ عوض نہ سونا وغیرہ ان سے سخت باز پرس ہوگی۔ ایک ایک چھلکے اور ایک ایک دانہ کا حساب ہوتا حساب میں پورے نہ اتریں گے اور عذاب ہوگا جہنم ان کا ٹھکانہ ہوگا جو بدترین جگہ ہے (بحوالہ ابن کثیر)

لغوی اشارے * الاعمیٰ: اندھا۔ عَمِیَ سے جس کے معنی بینائی کے مفقود ہو جانے کے ہیں۔ صفت مشبہ کا صیغہ۔ بینائی دل کی جاتی رہے یا آنکھوں کی، دونوں کے لئے عمیٰ کا لفظ استعمال ہوتا ہے

قرآن مجید میں جہاں نابینائی کی مذمت کی گئی ہے وہاں چشم بصیرت ہی کے جاتے رہنے کے معنی ہیں۔ دوسرے مواقع پر حسب مقتضائے کلام دونوں معنی لئے جا سکتے ہیں • سَالَتْ : وہ بہی، وہ جاری ہوئی (ضرب) سَیَلَانٌ سے جس کے معنی بہنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب • اَوْدِیَةٌ : نالے، ندیاں، وادیٌ کی جمع۔ وادی اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں پانی بہتا ہو اور بطریق استعارہ ہر طریقہ اور راستہ کو بھی وادی کہا جاتا ہے • زَبَدٌ : جھاگ۔ اسم ہے • رَابِيًا : چڑھنے والا، پھولنے والا، بلند۔ رَبْوٌ سے جس کے معنی پھولنے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد، مذکر • مَتَاعٌ : اسم مفرد، مرفوع نکرہ۔ جمع امتعہ اور امتعات وقتی فائدہ اٹھانا سامانِ معاش، فائدہ، نفع۔ وہ سامان جو کام آتا ہے جس سے کسی طرح کا فائدہ حاصل کیا جاتا ہے (لغات القرآن)

معلومات مزید ✱ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عرش کے نیچے ایک دریا ہے جس سے حیوانات کا رزق اترتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف حکم بھیجتا ہے۔ وہ اس کے حکم سے بارش نیچے والے آسمان پر اتارتا ہے پھر وہ نیچے والے آسمان کی طرف اتارتا ہے اسی طرح وہ بارش آسمانِ دنیا میں اتر آتی ہے پھر اس سے بادل میں آتی ہے۔ بادل کو حکم ہوتا ہے اسے چھلنی سے نیچے زمین پر بارش برسائے ✱ زمین کے جواہر یعنی معدنی اجسام کل سات ہیں ۱۔ سونا ۲۔ چاندی ۳۔ لوہا ۴۔ قلعی ۵۔ جستا ۶۔ پارہ ۷۔ تانبہ۔ یہ وہ جواہر ہیں کہ آگ میں ڈالنے سے پگھل کر اپنی حقیقت پر باقی رہتے ہیں لیکن گھٹتے نہیں ✱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں نے میکائیلؑ کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ جبرئیلؑ نے عرض کی جب سے دوزخ پیدا ہوئی ہے اس وقت سے انہوں نے ہنسا بند کر دیا ہے یعنی وہ دوزخ کے ڈر سے ہنستے نہیں (رواہ احمد)

(ص م ح ش)

أَفَمَنْ يَّعْلَمُ أَنَّمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمٰىؕ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ
أُولُوا الْأَلْبَابِ ۙ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ
مَآ أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ أَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ

(آیا) تو کیا جو شخص جانتا ہے کہ جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے وہ حق ہے وہ اس جیسا ہو گا جو اندھا ہے۔ نصیحت صرف وہی قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہوں * وہ جو پورا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو اور نہیں توڑتے پختہ وعدہ کو * اور جو لوگ جوڑتے ہیں اسے جس کے متعلق حکم دیا ہے کہ جوڑا جائے اور ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے اور خائف رہتے ہیں سخت حساب سے۔ (رعد/ ۱۹ تا ۲۱ * ت: ض)

۱۹۔ جو شخص یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ سراسر حق ہے کیا ایسا شخص اس کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھا ہے۔ اندھے سے مراد بے بصیرت، کور دانش، حق کو باطل سے تمیز نہ کرنے والا۔ روایت میں آیا ہے کہ اول الذکر شخص سے مراد ہیں حضرت حمزہؓ اور حضرت عمارؓ اور نابینا سے مراد ہے ابوجہل۔ لہٰذا نصیحت تو سمجھدار لوگ قبول کرتے ہیں یعنی سلیم دانش والے جو عقل کو جذبات، حمیت و تعصب سے اور فہم کو وہم سے پاک رکھتے ہیں۔ (مظہری)

۲۰۔ وہ معاہدہ جو ازل میں انھوں نے رب سے کر لیا تھا یعنی مومن ہونے کی شہادت اور رب تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار۔ یعنی وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے وعدہ کئے ہوئے ازل کے میثاق کو پورا کرتے ہیں اور اپنے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو توڑتے نہیں ہیں۔ اسی طرح ان کے آپس میں کئے ہوئے وعدوں کو بھی پورا کرتے ہیں۔ (روح البیان)

۲۱۔ اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے یعنی اللہ کی تمام کتابوں اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کو مان کر بعض سے منکر ہو کر ان میں تفریق نہیں کرتے یا یہ معنی ہیں کہ حقوق قرابت کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ قطع نہیں کرتے اسی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابتیں اور ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں۔

سادات کرام کا احترام اور مسلمانوں کے ساتھ محبت و احسان اور ان کی مدد اور ان کی طرف سے مدافعت اور ان کے ساتھ شفقت اور سلام و دعا اور مسلمان مریضوں کی عیادت اور اپنے دوستوں، خادموں، ہمسایوں، سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت بھی اس میں داخل ہے اور شریعت میں اس کا لحاظ رکھنے کی بہت تاکید میں آئی ہیں۔ بکثرت احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں * اور وقت حساب سے پہلے خود اپنے نفسوں سے محاسبہ کرتے ہیں (کنزالایمان حاشیہ)

لغوی اشارے * الباب: عقلیں۔ لُبّ کی جمع جس کے معنی اس عقل کے ہیں جو ہر طرح کی آمیزش سے خالص ہو۔ چونکہ لُبّ ہر چیز کے خلاصہ اور جوہر کو کہتے ہیں اور عقل خالص بھی انسان کا خلاصہ و جوہر ہی ہے اس لئے اس کا نام لُبّ ہوا۔ بعض لوگوں نے لُبّ کے معنی پاکیزہ عقل کے بتائے ہیں۔ غرض ہر لب عقل ہے لیکن ہر عقل لب نہیں کہی جا سکتی یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ان تمام احکام کو جن کا صرف عقول زکیہ ہی ادراک کر سکتی ہیں "اولوالالباب" ہی سے متعلق رکھا ہے۔ (لغات القرآن)

معلومات مزید ★ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو چاہے کہ اس کے رزق میں وسعت دی جائے اور اس کی موت میں دیر کی جاوے تو وہ صلہ رحمی کرے (صحیحین) یہ ارشاد مبارک بھی ملتا ہے کہ رحم بنا ہوا ہے رحمٰن سے رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے توڑ دوں گا (بخاری) رحمٰن اور رحم کا آپس میں گہرا تعلق ہے جو رحم کے حقوق سے الگ ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے الگ ہوا۔ رحم توڑنے سے مراد رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا رب تعالیٰ کے اس کو توڑنے سے مراد اپنی رحمت سے دور کر دینا ہے یعنی جو رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور رہے گا۔ یہ حدیث شریف بہت مشہور ہے کہ "رشتے توڑنے والا جنت میں نہ جائے گا" (صحیحین) فرمایا "رحم عرش سے لٹکا ہوا ایسا کہہ رہا ہے کہ جو مجھے جوڑے گا اللہ اسے جوڑے اور جو مجھے توڑے اللہ اسے توڑ دے گا (ایضاً) فرمایا۔ رشتہ جوڑنے والا وہ نہیں جو بدلہ چکاتا ہے لیکن جوڑنے والا وہ ہے جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اسے جوڑ دے (بخاری) ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے قرابت دار ہیں میں ان سے جوڑتا ہوں اور وہ مجھے توڑتے ہیں میں ان سے بھلائی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں میں ان سے بردباری سے پیش آتا ہوں وہ مجھ پر جہالت کرتے ہیں۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر ویسا ہی ہے جیسا تو کہہ رہا ہے تو تو ان کے منہ میں بھوبل ڈال رہا ہے اور تیرے ساتھ اللہ کی طرف سے ان پر مددگار رہے گا جب تک تو اس حال پر رہے" (مسلم شریف) بھوبل یعنی گرم راکھ۔ اس ارشاد میں کئی معنوں کی گنجائش ہیں ایک یہ کہ اس حالت میں یعنی بدسلوکی کے باوجود اچھے سلوک کا کرنا اور برائی کے بدلے بھلائی کرنا گویا یہ کہ اس حالت میں ان لوگوں کو تیرا مال حرام اور پھر وہ کھا رہے ہیں تو گویا اپنے منہ میں بھوبل بھر رہے ہیں دوسرے یہ کہ ان کو ان حالات میں ایسی شرمندگی ہونا چاہیئے کہ ان کے منہ جھلس جاویں جیسے گرم راکھ پڑ جانے سے منہ جھلس جاتے ہیں تیسرے یہ ان کی برائیوں کے عوض تیرا ان سے (بہتر) سلوک کرنا گویا ان کے منہ میں بھوبل بھرنا ہے یعنی تو انھیں ذلیل کر رہا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تقدیر کو نہیں رد کرتی مگر دعا اور عمر میں نہیں زیادتی کرتی مگر اچھا سلوک اور یقیناً رزق سے محروم ہو جاتا ہے اس گناہ سے جو اسے پہنچے" (ابن ماجہ) اپنے ماں باپ اور قرابت دار عزیزوں سے اچھا سلوک عمر بڑھا دیتا ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کردہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "رب کی رضا باپ کی رضامندی میں ہے اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے" یہ بھی ارشاد ملتا ہے کہ "اس قوم پر رحمت نہیں اترتی جس میں قرابت توڑنے والے ہوں"۔

تمام گناہوں کی سزا آخرت میں ملے گی کیوں کہ دنیا دار العمل ہے آخرت دار الجزاء۔ مگر دو گناہ ایسے ہیں جن کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے اور آخرت میں بھی ملے گی ان دو میں ایک بغی ہے اور دوسرا رشتہ داروں کا حق ادا نہ کرنا ہے اور ان کی حق تلفی کرنا۔ بغی کے معنی ظلم بھی ہیں بغاوت بھی اور غرور و تکبر کرنا بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ تم اپنے نسب یاد رکھو جس سے اپنے رشتے جوڑ سکو کیوں کہ رشتے جوڑنا گھر والوں میں محبت، مال میں برکت اور عمر میں درازی ہے۔

(مسلم ح مش)

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً
وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ
صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ
بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝

اور جو لوگ اپنے پروردگار کی رضامندی کی تلاش میں مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں خفیہ بھی اور ظاہر طور پر بھی اور بدسلوکی کا مقابلہ حسن سلوک سے کرتے رہتے ہیں انہیں کے حق میں نیک انجام ہے* (یعنی) ہمیشگی کے باغ جن میں وہ (خود بھی) داخل ہوں گے اور (وہ بھی) جو (جنت کے) لائق ہوں گے ان کے ماں باپ سے اور ان کے میاں بیویوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور فرشتے ان کے پاس دروازے سے داخل ہوتے ہوں گے* (یہ کہتے ہوئے کہ) سلامتی ہو تم پر اس کے صلے میں کہ تم صبر کرتے رہے سو (تمہارا) اس جہان میں بہت ہی اچھا انجام ہے۔
(۱۳/۲۲ تا ۲۴* ت: م)

۲۲۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا یعنی جو احکام ان کو دیے گئے ہیں ان پر ثابت قدم رہے (حضرت ابن عباسؓ) یا مصائب اور شدائد پر صابر رہے (عطاء) اپنے رب کی خوشنودی طلب کرنے کے لئے کسی دوسری دنیوی غرض کے لئے نہیں نہ دکھاوے اور شہرت کے لئے اور جو کچھ مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ بطور زکوٰۃ فرض اور بطور نفقۂ واجب اور بطور صدقہ نفل راہ خدا میں خرچ کیا چھپا کر اور کھلم کھلا۔ نفل خیرات چھپا کر دینا افضل ہے اور زکوٰۃ کو کھلم کھلا دینا بہتر ہے اور نیکی سے بدی کو دفع کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا نیک کام کر کے گئے ہوئے برے کاموں کی تلافی کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "بلاشبہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے پیچھے نیکی بھی کر یہ اس کو مٹا دے گی" (الحد) ابن کیسان نے کہا کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ گناہ توبہ کے ذریعے سے دفع کر دیتے ہیں۔ بعض کے نزدیک آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ برائی کے عوض برائی نہیں کرتے بلکہ برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔ حسن نے کہا جب ان کو محروم رکھا جائے تب بھی محروم رکھنے والوں کو وہ محروم نہیں رکھتے بلکہ وہ دیتے ہیں ان پر ظلم کیا جاتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اگر ان سے قطع قرابت کیا جائے تو وہ پھر بھی قرابت کو جوڑتے ہیں۔ اس جہان میں نیک انجام ان لوگوں کے واسطے ہے۔ حقیقت میں آخرت ہی قرارگاہ ہے اس لئے الدار سے مراد آخرت ہے دنیا تو گزرگاہ ہے قرارگاہ نہیں مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا اشخاص کے لئے دار آخرت میں اچھا نتیجہ اور ثواب ہے (تفسیر مظہری)

۲۳۔ جنّٰتُ عدن۔ بعض کے نزدیک تمام بہشتی مقامات کا درمیان ہے اور یہی تمام جنت کا افضل و اعلیٰ مقام ہے کیونکہ یہ وہی مقدس جگہ ہے جہاں خصوصی طور پر تجلی ذات الٰہی ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بلاواسطہ پیدا فرمایا ہے جس میں اہل ایمان داخل ہو کر باہر نہیں نکلیں گے بلکہ اس میں دائمی اقامت اختیار کریں گے صلحاء بہشتیوں کے آباء و امہات

مسلمان جنت میں داخل ہوں گے ۔ ان کی ازواج اور ان کی اولاد بھی ان کے ساتھ جنت میں داخل ہوگی اگرچہ فضیلت
علمی و عملی میں ان کے درجات کو نہ پہنچے ہوں صرف ان کی شائستگی، تعظیم و تکریم، خوشی و شادمانی اور راحت و فرحت
کی تکمیل کی وجہ سے ۔ انسان کی سب سے بڑی خوشی اس میں ہوتی ہے کہ وہ دنیا میں اپنے کنبہ (آباء، امہات،
ازواج اور اولاد کے ساتھ) یکجا زندگی گزارے اور ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ رہے اسی طرح
وہ جنت میں اکٹھے رہ کر ایک دوسرے کو دنیاوی تکالیف اور پریشانیوں سے چھٹکارا پانے پر شکر کریں اور ان کے
متعلق ایک دوسرے کو حالات سنائیں اور جنت میں داخلے کی کامیابی پر اظہار مسرت کریں ۔ (روح البیان)

۲۴ ۔ وہ وقت جو ساری عمر نفس کو شہوتوں سے بچانے اور نیکی اور اطاعت پر مداومت کرنے میں گزار دیا ۔
جو دنیا کی لذتوں اور عیش و طرب سے زندگی بھر کنارہ کش رہے ۔ حضرت سیدنا امام زین العابدینؓ سے مروی ہے کہ
روز حشر اعلان کیا جائے گا کہ اہل صبر و استقامت حاضر ہوں ۔ کچھ لوگ حاضر ہوں گے انہیں حکم ملے گا جاؤ جنت
میں چلے جاؤ ۔ راستے میں فرشتے ان سے پوچھیں گے کہاں جا رہے ہو؟ وہ کہیں گے جنت کی طرف ۔ فرشتے کہیں گے
کیا حساب سے پہلے ہی ۔ وہ جواب دیں گے جی ہاں! پوچھا جائے گا تم کون ہو ۔ وہ بتائیں گے کہ ہم اہل صبر ہیں
فرشتے پوچھیں گے کہ تمہارے صبر کی حقیقت کیا تھی تو وہ فرمائیں گے "ہم نے اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت
پر قائم رکھا اور اس کی نافرمانی سے بچایا اور دنیا کے مصائب و آلام پر صبر سے کام لیا" تو فرشتے کہیں گے تم
جنت میں داخل ہو جاؤ ۔ نیک عمل کرنے والوں کا اجر بہت اچھا ہوتا ہے ۔ (ضیاء القرآن)

لغوی اشارے ★ يَدْرَءُونَ : جمع مذکر غائب مضارع ۔ دَرْءٌ مصدر (فتح) دور کرتے ہیں ، دفع کرتے ہیں
دَرْءٌ کے معنی ہیں ایک طرف سے کسی چیز کا پیچھے کو ہٹنا ۔ دور سے تیزی کے ساتھ سیلاب آجانا ● عُقْبَى : عاقبت ، بدلہ ،
انجام ۔ بحر المحیط میں ہے "عقبیٰ کے معنی ہیں کسی چیز کا انجام اور جو باتیں کہ اس کے پیچھے پیش آئیں" ۔ حضرت قاضی ثناء اللہ
رقمطراز ہیں ۔ "عقبیٰ کے معنی ہیں کام کی جزاء ۔ قاموس میں ہے کہ اَعْقَبَہٗ کے معنی جزا دینے کے ہیں ۔ جزاء فعل کا نام
عقبیٰ اس لئے قرار دیا گیا کہ وہ فعل کی انجام دہی کے بعد ملتی ہے لیکن عُقْبٰی ، عقبیٰ اور عاقبۃ کا استعمال
ثواب اور نیکی کی بہتر جزا کے ساتھ مخصوص ہے جس طرح سے کہ عُقُوبَۃ ، مُعَاقَبَۃ اور عِقَاب کا استعمال
عذاب اور برائی کی سخت سزا کے لئے خاص ہے ● دَارٌ : گھر ، دِیَارٌ جمع ۔ یہ لفظ مؤنث ہے اور کبھی مذکر بھی استعمال
ہوتا ہے ۔ گھر ، شہر ، دنیا ۔ سب کے لئے دار کا استعمال ہوتا ہے ● عَدْنٍ : رہنا بسنا ، کسی جگہ مقیم ہونا ۔ یہ مصدر ہے (ن ، ض)
اور اس کا فعل باب ضرب اور نصر سے آتا ہے ۔ جَنّٰتُ عَدْنٍ کے معنی ہیں رہنے بسنے کے باغات یعنی وہ جنتیں کہ جہاں ہمیشہ رہنا ہوگا ۔

معلومات مزید ★ صبر کرنے والوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جو رب تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے طالب و جویا رہتے ہیں ۔
صبر کے معنی روکنا ، رکنا ، ناپسندیدگی کو برداشت کرنا ، سہنا ، تحمل ، جمے رہنا ہیں ۔ صبر مصیبتوں کا اخلاقی مقابلہ ہے
انسان مزاج حق پرستی اور عدل پر بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتا ۔ اس سے کردار میں پختگی اور دین میں استقامت پیدا
ہوتی ہے ۔ فتح و نصرت حاصل کرنے کے لئے صبر اور شرط اولین ہے ۔ نفس کو معاصی سے بچانا ، طاعات
پر جمے رہنا ، مصیبت میں اپنے کو شکوے سے روکنا اور نفس کو عقل پر غالب نہ آنے دینا صبر ہے جس کی بہترین جزا ہے ۔ (اس ح ش)

وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَ
يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۙ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ۝ ع
وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ
وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ۝

اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ برا گھر * اللہ جس کے لئے چاہے رزق کشادہ اور تنگ کرتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر اترا گئے اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر کچھ دن برت لینا * اور کافر کہتے ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے کیوں نہ اتری تم فرماؤ بے شک اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور اپنی راہ اسے دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع لائے۔

(۱۳/۲۵ تا ۲۷ * ت : ک)

۲۵۔ اور جو لوگ اللہ کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں یعنی پختہ اقرار اور قبول کرنے کے بعد پھر اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور جس چیز کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس کو توڑ دیتے ہیں یعنی بعض کتابوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے، ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے درمیان تفرقہ کرتے ہیں اللہ کو مانتے ہیں اور رسول کو نہیں مانتے اور رشتہ داریاں منقطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یعنی اللہ کی نافرمانیاں کرتے ہیں کھیتیاں تباہ کرتے اور نسل (یعنی انسانوں اور مویشیوں) کو ہلاک کرتے ہیں۔ راستے لوٹتے ہیں اور ناحق بغاوت و ظلم کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخرت میں جو سزا رکھی گئی ہے اس کے باوجود دنیا میں جس گناہ کی سزا اللہ کی طرف سے جلد ملنے کا استحقاق ہو جاتا ہے وہ بغاوت اور قطع رحم ہے (اس سے زیادہ جلد عذاب دنیا کو لانے والا کوئی گناہ نہیں) "احمد و بخاری"۔ حضرت جبیر بن مطعم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں رحم کو کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا" (متفق علیہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جن میں قرابت رحم کو کاٹنے والا موجود ہو" بیہقی فی شعب الایمان" حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (احسان کر کے) احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا نہ ماں باپ کا نافرمان نہ ہمیشہ مخمور رہنے والا (نشہ کا خوگر)" نسائی و دارمی" ایسے لوگوں پر لعنت ہو گی۔ لعنت سے مراد ہے اللہ کی رحمت سے دور رہنا اور ان کے لئے اس جہان میں خراب ہو گی یعنی دار آخرت میں ان کے لئے بری سزا ہے بری سزا سے مراد جہنم کی آگ ہے۔ (تفسیر مظہری)

۲۶۔ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ دنیا میں رزق کو وسیع فرماتا ہے جس کے لئے توسیع کا ارادہ فرماتا ہے اور جس کے لئے روزی کی تنگی چاہتا ہے تو اس کے لئے روزی اتنی مقرر فرماتا ہے جتنی اسے کفایت کر جائے وتنا نہیں

دنیا کو اس لئے کچھ کہا جاتا ہے۔ اور کفار جو خوش ہوتے تھے دنیا پر تو خوشی اور رزق کی وسعت نصیب ہو تو شکرانہ اور جائز انداز طور پر خوشی ہی حلال کو بعض شاکرانہ طور پر خوش ہونا چاہئے اس لئے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نصیب ہوا ہے "دنیا پر اترانا تکبر کرنا حرام ہے" * یعنی حیات دنیا حیات آخرت کے مقابلے میں یعنی دنیا کا آخرت پر کسی قسم کا قیاس نہیں ہو سکتا مگر شے معمولی کو جس سے معمولی طور پر نفع اٹھایا جائے جیسے چرواہا اپنے لئے تھوڑا سا سامان لے لیتا ہے یا جیسے سوار معمولی سامان اپنے پاس رکھتا ہے یعنی اتنا جو لمحات کے بعد ختم ہو جائے جیسے چند کھجوریں اور ستو وغیرہ۔ (روح البیان)

۲۷۔ اور کہتے ہیں معجزات دیکھنے کے باوجود وہ لوگ جو اب تک کافر ہی رہا کہتے رہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے ہماری مرضی اور ہمارے مطالبے کے مطابق ہمارے نفع والی کوئی نشانی کیوں نہیں اتری جیسے کہ پچھلی قوموں پر ان کے مطالبے کی نشانیاں اور روشنی، من و سلویٰ مائدہ کی شکل اتری آئی تھیں۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں آپ فرماؤ کہ معجزہ ہدایت دینے والا نہیں ہے پچھلی کچھ قوموں نے تو معجزہ مانگا اور پھر بھی ایمان نہ لائے تو ان پر ہلاکت کا ایسا عذاب آگیا کہ ان کو ایمان و توبہ بلکہ سنبھلنے کا وقت بھی نہ ملا۔ اور کچھ قوموں نے موسیٰ جیسے نبی کے بعد پھر کچھ طلب کیا ان تمام چیزوں سے پتہ تھا کہ معجزہ نہ ہدایت دینے والا نہ ہدایت کا ذریعہ۔ ہدایت اور گمراہی رب تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے کہ ہزاروں معجزے دیکھے۔ پھر بھی جاہل ہی رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت عطا فرماتا ہے وہ وہی مخلص بندہ ہوتا ہے جو تمام خواہشات و ملامت سے چھوڑ کر اسی کی طرف لوٹ جائے اور اپنے آپ کو سرتاپا ذات پاک کے نام وقف کر دے۔ (اشرف التفاسیر)

لغوی اشارے * مِیثَاقِہٖ: اسم مصدر مجرور مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (قائم مقام مفعول) اس کی مضبوطی اور پختگی یعنی اس کو مضبوط کرنے اور پختہ کرنے کے بعد) ● لَعْنَۃٌ: اسم مصدر مضاف مرفوع، پھٹکار، دھتکار ● فَرِحُوْا: جمع مذکر غائب ماضی معروف، وہ خوش ہوئے، وہ اترائے ● مَتَاعٌ: اسم مفرد، مرفوع نکرہ، اَمْتِعَۃٌ جمع، سامان اور محدود وقت تک فائدہ اٹھانا، معاش، فائدہ، نفع وہ سامان جو کام آتا ہے جس سے کسی طرح کا فائدہ حاصل کیا جاتا ہے ● یَشَاءُ: واحد مذکر غائب مضارع مرفوع، مَشِیْئَۃٌ مصدر وہ چاہتا ہے۔ (لغات القرآن)

معمولات مزید * عہد شکنی کی سخت ممانعت ہے مسلمانوں کی یہ شان اور خصوصیت ہے کہ وہ عہد کو پورا کرنے میں بڑے مستعد اور مخلص ہوتے ہیں۔ قرآن مجید نے بار بار عہد کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے اور ایفائے وعدہ کی شریعت نے بڑی تاکید فرمائی ہے قرآن پاک سے وہی لوگ ہدایت کاملہ حاصل کرتے اور اپنی دنیا و آخرت کو سنوارتے ہیں جو سمجھدار باشعور ہوتے ہیں خوف و خشیت الٰہی سے لرزاں اور اطاعت حق، اتباع رسالت میں ہر لحظہ مشغول و منہمک رہتے ہیں اور مستحق فضل و کرم حق تعالیٰ ہوا کرتے ہیں جبکہ عہد شکنی منافقین کی علامت بتائی گئی ہے۔ حدیث شریف میں منافق کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی واضح فرمائی گئی ہے کہ جب عہد کرتا ہے تو اس کو پورا نہیں کرتا۔ عہد شکن رحمت پروردگار سے دور رہتا ہے

(س م ح ش)

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ۝ كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ
مِن قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ
قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ۝ منزل

ان کو جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے تسکین ہوتی ہے۔ سن رکھو دلوں کو چین تو اللہ تعالیٰ ہی کی یاد (ذکر) سے ہوتا ہے * جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام بھی کئے ان کے لئے خوش خبری اور اچھا ٹھکانا ہے * اسی طرح آپ کو بھی ہم نے ایک ایسے گروہ میں بھیجا ہے کہ جس کے پہلے اور بھی امتیں گزری ہیں تاکہ جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے ان کو پڑھ کر سنا دو اور وہ تو رحمٰن کا انکار کر رہے ہیں کہو میرا رب تعالیٰ تو وہ ہے کہ جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے توکل کیا اور اسی کی طرف جانا ہے۔ (۱۳/۲۸ تا ۳۰ * ت : ح)

۲۸۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لے آئے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے مطمئن ہو جاتے ہیں یعنی ان کے دلوں میں ایمان و یقین جم جاتا ہے ہر طرح کا شک زائل ہو جاتا ہے۔ "ذکر" سے مراد ہے قرآن اور اطمینان سے مراد ہے ایمان کریں کہ ایمان دلوں کا سکون ہے اور نفاق دلوں کی بے چینی یا یہ مطلب کہ اللہ کی یاد سے شیطانی وسوسے زائل ہو جاتے ہیں (اس مطلب پر ذکر سے مراد ہوگی اللہ کی یاد۔ صرف قرآن مراد نہ ہوگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی کے دل کے دو خانے ہوتے ہیں ایک خانہ میں فرشتہ کا ٹھور ہوتا ہے اور دوسرے خانے میں شیطان کا ٹھور۔ جب آدمی اللہ کی یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے کو سمٹ جاتا ہے اور اللہ کی یاد نہیں کرتا تو شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل کے اندر رکھ دیتا ہے اسی طرح وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں "رواہ البخاری تعلیقاً عن ابن عباسؓ مرفوعاً" یا آیت کا یہ مطلب ہے کہ اہل ایمان کے پاک و صاف دلوں کی روزی اللہ کی یاد ہے اللہ کی یاد سے ان کو چین اور سکھ ملتا ہے جیسے مچھلیوں کو پانی میں، پرندوں کو ہوا میں اور وحشی جانوروں کو جنگل میں لیکن اگر غفلت آفریں کوئی اندرونی خیال دل میں آ جاتا ہے یا اہل غفلت کی صحبت اثر انداز ہو جاتی ہے تو دلوں کا چین جاتا رہتا ہے بے چینی اور عدم سکون پیدا ہو جاتا ہے جیسے پانی سے باہر مچھلی اور خشکی کے جانور کو پانی کے اندر اور وحشی جانوروں کو پنجرے میں اضطراب ہوتا ہے * صوفیہ صافیہ کے خادموں کے لئے ان حالات کا مشاہدہ بالکل بدیہی ہے ہر رشد ہر حق کا خدمت گزار ان حالات کو دیکھا کرتا ہے اس مطلب پر "الَّذِينَ آمَنُوا" سے مراد ہوں گے پاک باطن روشن دل صوفیہ * خوب سن لو اللہ کی یاد سے ہی (پاک صاف) دلوں کو چین ملتا ہے۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

۲۹۔ اور وہ لوگ جنہوں نے قلب ایمان اور جوارح اعضاء پر عمل صالح کو جمع کیا ان کی زندگی پاکیزہ ہے یعنی فرحت و سرور اور غبطہ ہوتا یعنی ان کا بہترین حال ہوتا اور اچھا انجام یعنی قیامت میں ان کا بہترین مرجع یعنی مرنے کے بعد جب لوٹائے گئے اور رجوع فرمائیں گے ان کا ٹھکانہ وہ مقام بہت بہتر ہوگا یعنی انھیں جنت نصیب ہوگی۔ (روح البیان)

• طوبیٰ بشارت و نعمت اور عمدگی و خوش حالی کو۔ سعید بن جبیرؓ نے کہا کہ طوبیٰ زبان حبشی میں جنت کا نام ہے حضرت ابوہریرہؓ اور دیگر اصحاب سے مروی ہے کہ طوبیٰ جنت کے ایک درخت کا نام ہے جس کا سایہ جنت میں پہنچتا ہے درخت جنت عدن میں ہے اور اس کی اصل (بیخ) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایوان معلیٰ میں ہے اور اس کی شاخیں جنت کے ہر حجرہ اور قصر میں ہیں۔ (بحوالہ کنزالایمان۔ حاشیہ)

۳۰۔ اے حبیب کریم ﷺ آپ پر کروڑوں درود و سلام ہوں جس طرح پہلے انبیاء کو ہم نے امتوں میں بھیجا اور سب کے سب جیسے ہی تذکرہ گزر چکیں۔ اسی طرح ہم نے آپ کو بھی ایک امت میں بھیجا جو تاقیامت ساری کائنات عرش و فرش پر موجود ہے اس لئے بھیجا تاکہ ہماری وحی یعنی قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی ہوا ہے ان کے سامنے تلاوت فرمائیں۔ اگرچہ آپ کا انکار اور آپ کی تعلیمات سے منحرف اور آپ کی صحبت پاک سے دور ہوتے پھرتے ہیں یہ بد عقل آ جانے بوجھتے ہوئے بھی رحمٰن کے منکر ہیں۔ اے رحمۃ للعالمین ﷺ (منکرین اور نادانوں) فرما دیجئے کہ وہ رحمٰن جس کا تم کفر کر رہے ہو اور جس کی معرفت کے منکر رہے ہو وہی تو میرا رب میرا خالق مالک ناصر اور مددگار ہے تمام کائنات میں ہر شے کا فقط وہی معبود ہے وہی ذات و صفات کے اعتبار سے مستحق عبادت ہے۔ پوری دنیا میں میرا بھروسہ اسی ذات جل مجدہ پر ہے۔ تمہارے شر سے بچانے والا اور تمہارے مقابل مجھ کو قوت و نصرت دے کر مدد کرنے والا وہی اللہ اور رحمٰن ہے جس کو تم نے دو سمجھا وہ ایک ہی ذات اور اسی کی طرف دنیا و آخرت میں میرا ہر معاملے میں لوٹنا ہے۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

لغوی اشارے ✱ ذِکْرٌ: ذکر، یاد، پند، نصیحت، بیان ذَکَرَ یَذْکُرُ کا مصدر ہے۔ امام راغب لکھتے ہیں ”ذکر“ بول کر کبھی تو اس سے نفس کی وہ ہیئت مراد لی جاتی ہے کہ جس کے ذریعہ انسان کسی بات کو جو کچھ معرفت حاصل کرے اس کا یاد رکھنا ممکن ہو اور یہ حفظ کی طرح ہے مگر حفظ باعتبار اس کے حصول کے بولا جاتا ہے اور ذکر باعتبار اس کے استحضار کے (یعنی حفظ یاد کرنے کے لئے) اور کبھی ذکر کسی چیز کے دل میں یا گفتگو میں یاد آ جانے کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ ذکر دو ہیں ذکر قلبی اور ذکر لسانی اور پھر دونوں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ایک بھولے پیچھے یاد آ جانا دوسرے بغیر بھولے یاد رہنا بلکہ دائمی یاد رکھنا نیز ہر قول یعنی گفتگو اور بیان کو بھی ذکر کہا جاتا ہے ✱ کلام الٰہی میں متعدد جگہوں پر ذکر سے مراد قرآن مجید ہے۔ (لغات القرآن)

معنویات مزید ✱ اصطلاح میں بولنا، کسی چیز کو ہر وقت ذہن میں حاضر رکھنا، اذکار جن کے پڑھنے کی شریعت میں ترغیب دی گئی ہے، کسی کام کو ہمیشہ کرنا خواہ واجب ہو یا مستحب اور زبان سے ذکر کرنا، سب سے بڑھ کر اللہ کی یاد میں مشغول ہو جانا، دل کا ذکر، کسی چیز کو یاد رکھنا، طاعت و جزا، نماز پنجگانہ، تذکرہ کرنا، قرآن پاک، احکام شرع کا علم، شرف، شکر، یاد الٰہی کے علاوہ برائی سے یاد کرنا، عیب لگانا وغیرہ معنوں میں لفظ ذکر مستعمل ہوتا ہے۔ • بہشت کا سب سے بڑا درخت طوبیٰ ہے۔ اس کا تنا، ٹہنیاں اور پتے موتیوں، زبرجد اور سندس کے ہیں۔ بہشت کے ہر دار، ہر چمن، ہر محل، ہر قبہ، ہر دریچہ، ہر حجرہ اور ہر تخت پر طوبیٰ کی ٹہنی سایہ فگن ہوتی۔ طوبیٰ میں ہر قسم کے میوے اور پھل ہیں۔ طوبیٰ کے نیچے دو چشمے جاری ہیں کافور اور سلسبیل۔ (س م ح ش)

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ
أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ
كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ
لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا
ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا
كَسَبَتْ ۗ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ ۚ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ
أَم بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَن
يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝

اور اگر کوئی ایسا قرآن اترتا جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلنے لگتے یا اس کے اثر سے پھٹ جاتی زمین یا مردوں سے اس کے ذریعہ بات کی جا سکتی (یہ قدرت سے بعید نہ تھا) بلکہ سب کام اللہ کے اختیار میں ہیں (باں ہمہ وہ ایمان نہ لاتے) کیا نہیں جانتے ایمان والے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا۔ اور کفار اس حالت میں رہیں گے کہ پہنچتا رہے گا انھیں (آئے دن) اپنے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی صدمہ یا اترتی رہے گی کوئی نہ کوئی مصیبت ان کے گھروں کے گرد و نواح میں یہاں تک کہ آجائے اللہ کے وعدے (کے ظہور کا دن) بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا ✯ اور بے شک تمسخر اڑایا گیا رسولوں کا جو آپ سے پہلے گزرے پس میں نے ڈھیل دی کافروں کو (کچھ عرصہ تک) پھر میں نے پکڑ لیا انھیں۔ تو (دیکھو!) کیسا (عبرتناک) تھا میرا عذاب ✯ کیا وہ خدا جو نگہبانی فرما رہا ہے ہر نفس کی اس کے اعمال (نیک و بد) کے ساتھ (ان کے بتوں جیسا ہے؟ ہرگز نہیں) اور ان مشرکین نے بنا لئے ہیں اللہ تعالیٰ کے شریک۔ فرمائیے ذرا نام تو لو ان کا (نادانو!) کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو ایسی بات سے جسے وہ (ہمہ دان) ساری زمین میں نہیں جانتا یا یونہی یا وہ گوئی کر رہے ہو۔ بلکہ آراستہ کر دیا گیا ہے کافروں کے لئے ان کا مکر و فریب اور روک دیئے گئے ہیں راہ (راست) سے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں (۱۳/۳۱تا۳۳ ✯ ت ض)

۳۱۔ اگر قرآن کے ذریعہ پہاڑوں کو چلا دیا جائے یعنی مکہ سے ہٹا کر پھیلا دیا جائے ✯ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اگر مکہ کے پہاڑوں کو یہاں سے چلا دیں کہ میدان نکل آئے اور ہم اس میں کھیتی کریں ✯ یا کسی آسمانی کتاب کے ذریعہ سے زمین پھٹ کر ٹکڑے کی جا سکتی ہے یعنی ان میں ہوا کو تابع حکم بنا سکتا ہے اور تخت روش پر سوار ہو کر قطع مسافت کر سکتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ اگر کسی آسمانی کتاب کے ذریعہ سے زمین پھاڑی جا سکتی ہے اور اس سے چشمے اور نہریں نکالی جا سکتی ہیں یا اس کے ذریعہ سے مردوں سے کلام کیا جا سکتا ہے یعنی مردے زندہ ہو کر کلام کر سکتے ہیں ✯ یا یہ مطلب ہے کہ اگر اور بزرگ گروہ قرآن کے ذریعہ سے کر دیئے گئے جاتے

تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے ★ بلکہ سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے۔ کیا (ان کافروں کے ایمان لانے سے) اہلِ ایمان ابھی نا امید نہیں ہوئے باوجود یہ کہ ان معجزات سے بڑھ چڑھ کر یہ کافر معجزات دیکھ چکے پھر بھی ایمان نہ لائے ★ اگر اللہ چاہتا تو تمام دنیا کے آدمیوں کو ہدایت کر دیتا۔ اور یہ مکہ کے کافر تو ہمیشہ آئے دن اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے (برے) کردار کے سبب ان پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا رہتا ہے یا ان کی بستی کے قریب نازل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آ جائے یعنی فوجی دستے یا کوئی دوسری آفت اگر براہِ راست ان پر نہیں آتی تو ان کی بستیوں کے قریب کسی جگہ آتی رہتی ہے اور اس کی خبر پا کر اثر ان پر بھی پڑتا رہتا ہے۔ یہ حقیقت ناقابلِ تنسیخ ہے کہ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اللہ کے کلام میں کذب اور وعدہ کی خلاف ورزی ناممکن ہے (مظہری)

۳۲۔ انبیاء سابقین کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے استہزاء کی تھی جیسا کہ ارشاد فرمایا "اور کوئی رسول ان کے پاس نہیں آیا مگر اس سے انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو" (۱۵/۱۱) لہٰذا میں نے کافروں کو مہلت دی۔ اس سے وہ کفار مراد ہیں جو انبیاء سے استہزاء کرتے تھے۔ مہلت دینا یعنی زمانے کی کچھ مدت چھوڑ دینا مہلت دینے کے بعد پھر میں نے ان کی گرفت کی۔ پس کیسا تھا ان کے لئے میرا عذاب یعنی آپ نے کیسا دیکھا رسل کرام کے ساتھ استہزاء کرنے والوں کی سزا کو۔ آیت میں اشارہ ہے کہ انبیاء کرام محبوبانِ بارگاہِ الٰہی سے استہزاء اور بے ادبی و گستاخی کرنا بدبختی اور انتہائی شقاوت ہے۔ ذی فہم پر لازم ہے کہ اپنے کو بری باتوں سے دور رکھے تاکہ رب تعالیٰ کے قہر و غضب سے نجات نصیب ہو۔ (بحوالہ روح البیان)

۳۳۔ تو کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ جو کہ ہر ایک نفس کی نگرانی اور حفاظت کرتا ہے اور ہر ایک نیکی بدی روزی اور تنگی تمام امور سے واقف ہے اور ان لوگوں کے معبود جن کی یہ اللہ کے علاوہ پرستش کرتے ہیں برابر ہو سکتے ہیں جو ان لوگوں نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرا رکھے ہیں۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمایئے کہ ذرا (یہ جنہیں تم شریک [illegible] [illegible]) کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا بھر میں اس کے وجود کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہ ہو کہ اللہ کے سوا بھی کوئی ہے جو نفع و نقصان کا مالک ہے یا محض ظاہری باطل اور جھوٹی باتوں پر ان کی پرستش کرتے ہو بلکہ ان کافروں کو اپنے اعمال (اقوال و) مرغوب معلوم ہوتے ہیں اور یہ لوگ دینِ حق سے محروم رہ گئے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنے دین سے بے راہ کر دے تو پھر اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں (بحوالہ تفسیر ابن عباس ترجمہ)

لغوی اشارے ★ صَنَعُوا: انہوں نے کیا، انہوں نے بنایا صنعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ● قَارِعَةٌ اسم فاعل واحد مؤنث۔ قارعات اور قوارعُ جمع مصیبت، بلا، حادثہ یا اچانک آجانے والی مصیبت ● سَمُّوْهُمْ: تم ان کا نام لو۔ سَمُّوا تَسْمِيَةٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھم ضمیر جمع مذکر غائب (ل ق)

معلومات مزید ★ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ عظمیٰ ہے۔ معجزات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد بھی ایمان سے محروم رہنا کفار کی بدنصیبی ہے ★ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے ایمان و ہدایت سے نوازتا ہے ★ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی گناہ و معصیت سبب قہر و غضب ہوتے ہیں ★ اللہ کا وعدہ ہر صورت پورا ہوتا ہے ★ اللہ تعالیٰ جس کو صراطِ مستقیم کی توفیق عطا نہ فرمائے اسے کوئی بھی راہِ راست پر نہیں لا سکتا
(ص م ح ش)

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝
مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۖ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۖ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَّظِلُّهَا ۚ
تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
يَفْرَحُوْنَ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ ۖ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۚ قُلْ إِنَّمَآ أُمِرْتُ
أَنْ أَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ أُشْرِكَ بِهٖ ۚ إِلَيْهِ أَدْعُوْا وَإِلَيْهِ مَاٰبِ ۝

انہیں دنیا کے جیتے عذاب ہوگا اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے سخت ہے اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں * احوال اس جنت کا کہ ڈر والوں کے لئے جس کا وعدہ ہے اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس کے میوے ہمیشہ اور اس کا سایہ۔ ڈر والوں کا تو یہ انجام ہے اور کافروں کا انجام آگ * اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس پر خوش ہوتے جو تمہاری طرف اترا اور ان گروہوں میں کچھ وہ ہیں کہ اس کے بعض سے منکر ہیں۔ تم فرماؤ مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے پھرنا (۱۳/ ۳۴ تا ۳۶ * ت: کنزالایمان)

۳۴۔ دنیوی زندگی میں ان پر عذاب مسلط ہے یعنی قتل ہونا، قید ہونا اور جزیہ ادا کرنا اور آخرت کا عذاب تو دنیوی عذاب سے زیادہ سخت اور دوامی اور بلاشبہ موجود ہی ہے (جس میں یہ گرفتار ہوں گے) اور ان کو اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں
(مظہری)

● یہ لوگ بدر کے دن مارے جائیں گے اور آخرت کا عذاب اس دنیاوی عذاب سے کئی گنا سخت ہے اور اللہ کے عذاب سے ان کو بچانے والا کوئی نہیں اور کوئی جائے پناہ نہیں کہ جہاں جاکر پناہ حاصل کریں۔ (تفسیر ابن عباس - اردو ترجمہ)

۳۵۔ "احوال اس جنت کا ڈر والوں کے لئے جس کا وعدہ ہے" یعنی جو خدا کے خوف سے شرک و گناہ چھوڑ دیں یا صرف شرک و کفر چھوڑ دیں * "اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس کے میوے ہمیشہ" یعنی ان میووں کی نوع بھی ہمیشہ رہے اور ان کے افراد بھی ہمیشہ کہ ایک خوشہ کھا بھی لیا جائے تو اور ویسا ہی ہوگا۔ اس کی ہیئت دلائل ہیں۔ آج سمندر کا پانی، ہوا، دھوپ، علم، استعمال سے کم نہیں ہوتے، ایسے ہی وہ بھی کم نہ ہوں گے *

"اور اس کا سایہ" وہ بھی ہمیشہ ہے۔ اس لئے کہ وہاں سورج نہیں جو سایہ دور کرے * ڈر والوں کا تو یہ انجام ہے اور کافروں کا انجام آگ" یعنی دوزخ، اگرچہ وہاں کا بعض طبقہ ٹھنڈا بھی ہے۔ یہاں جز سے مراد کل ہے
(تفسیر نورالعرفان)

۳۶۔ اور وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی۔ ان اہل کتاب سے وہ یہودی مراد ہیں جنہوں نے اسلام قبول فرمایا جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اور نصاریٰ بھی۔ وہ کل اسی افراد تھے۔ چالیس نجران میں رہتے تھے آٹھ یمن میں اور بتیس حبشہ میں اس تقریر پر الکتب سے توراۃ و انجیل مراد ہوگی * خوش ہوتے ہیں اس سے جو آپ پر نازل کیا گیا ہے یعنی مذکورہ بالا حضرات کے جملہ افراد آپ پر قرآن کے نزول سے خوش ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان اور اس کی رحمت ہے جو بندوں کو نصیب

ہوگی ہے۔ صاحب ایمان مومن اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل و احسان سے خوش ہوتا ہے * اور بعض جماعتیں۔
اس سے وہ کفار مراد ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور دشمنی میں مختلف (گروہ) بنا رکھی تھیں جیسے
کعب بن اشرف اور اس کے متبعین اور السید اور العاقب یہ دونوں قبیلۂ نجران کے سرغنے تھے۔ اور ان کی
شاخوں میں سے بعض وہ ہیں جو قرآن کے ان احکام کا انکار کرتے ہیں جو ان کی شریعتوں کے خلاف ہیں۔ فرما دیجئے
محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! منکرین کے جواب میں کہ میں مامور من اللہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں
اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں یعنی قرآن مجید میں جو احکام وغیرہ نازل ہوئے ہیں ان میں مجھے حکم ہوا ہے
کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں اور اسی کی توحید کا اقرار کروں اور دین کی توحید کا مسئلہ عمدہ ہے اور اے کافرو!
اسے ماننے کے سوا تمہیں اور کوئی چارہ کار نہیں * اللہ تعالیٰ یا اس کی توحید کی طرف تمہیں دعوت دیتا ہوں' یا
معنی یہ ہے کہ میں اپنی جمیع مشکلات میں اسی سے دعا مانگتا ہوں اور اسی کو پکارتا ہوں اور اسی کی طرف
اور تم بارا لوٹنا ہے۔ یہی وہ مسئلہ توحید ہے جس پر تمام انبیاء علیہم کا متفقہ فیصلہ ہے... (روح البیان)

لغوی اشارے * أَشَقُّ: بہت ہی سخت۔ شَقٌّ سے جس کے معنی مشقت اور سختی کے ہیں افعل التفضیل کا
صیغہ ● وَاقٍ: اسم فاعل واحد مذکر اصل میں واقی تھا وقیٌ اور وقایۃٌ مصدر (ضرب) بچانے والا،
حفاظت کرنے والا ● وُعِدَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول وَعْدٌ سے وعدہ کیا گیا ● دَائِمٌ ہمیشہ،
جاوید، دوام سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ● ظِلُّهَا: اس کا سایہ ظِلٌّ مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث
غائب مضاف الیہ ظل سے مراد یہاں جنت کا دائمی عیش و آرام اور شان و شوکت ہے ● عُقْبَىٰ:
عاقبت، بدلہ، انجام۔ علامہ ابو حیان اندلسی البحر المحیط میں لکھتے ہیں "عقبیٰ کے معنی ہیں کسی چیز کا انجام
اور جو بات کہ اس چیز کے پیچھے پیش آئے" اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں "عقبیٰ
کے معنی ہیں کام کی جزاء" قاموس میں ہے کہ أَعْقَبَهُ کے معنی جزاء دینے کے ہیں۔ جزاء عمل کا نام عقبیٰ اس لئے
قرار پایا کہ وہ عمل کی انجام دہی کے بعد ملتی ہے بلکہ عُقْبٌ، عقبیٰ اور عاقبۃٌ کا استعمال ثواب اور نیکی
کی بہتر جزاء کے ساتھ مخصوص ہے جس طرح سے کہ عقوبۃٌ معاقبۃٌ اور عِقَابٌ کا استعمال عذاب
اور برائی کی سخت سزا کے لئے خاص ہے ● أَدْعُوا: میں بلاتا ہوں۔ میں پکارتا ہوں۔ دَعْوَةٌ سے مضارع کا
صیغہ واحد متکلم ● مَآبِ: (حالت رفع) اصل میں مآبی تھا میرا لوٹنا، مآب مضاف، یاء متکلم مضاف الیہ،
یاء کو حذف کر دیا گیا۔ (لغات القرآن)

مفہومات مزید * کافروں کے واسطے ہر دو جگہ دنیا اور آخرت میں عذاب ہے۔ دنیوی عذاب سے سخت ترین
آخرت کا عذاب ہوتا جو دائمی ہے اور جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کی آگ دو درجہ گرم ہے اور جہنم کی
آگ آٹھ ہزار درجے تپش اور تیزی والی ہے * ایمان، اطاعت، تقویٰ اور صالحیت کے حامل فرمانبرداروں
کے لئے وعدہ جنت ہے اس کے نیچے نہریں رواں ہیں اور اس کے کھانے ابد الآباد تک ہیں وہ نیز اگے اور نعمت اس کا
سایہ ہے یعنی دائمی آرام و راحت * اہل سعادت نزول قرآن پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی
برکتوں سے مالا مال ہوتے رہتے ہیں۔ (س م ح ش)

وَكَذٰلِكَ أَنزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُم بَعْدَ مَا جَآءَكَ
مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِن وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ
وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ
لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ۝ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ✱ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۝

اور اسی طرح ہم نے اتارا ہے اسے فیصلہ عربی زبان میں۔ اور اگر تم پیروی کرو ان کی خواہشات کی اس کے بعد کہ آچکا تمہارے پاس صحیح علم تو نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی مددگار اور نہ کوئی حفاظت ✱ اور بے شک ہم نے بھیجے کئی رسول آپ سے پہلے اور بنائیں ان کے لئے بیویاں اور اولاد اور نہیں ممکن کسی رسول کے لئے کہ وہ لے آئے کوئی نشانی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر ہر میعاد کے لئے ایک نوشتہ ہے ✱ مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب۔ (۱۳/۳۷، ۳۹ ✱ ت: ضن)

۳۷۔ اور ... جس طرح ہم نے گزشتہ قوموں کے انہیں کی زبانوں میں کتابیں نازل کیں ... اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں (تمام معاملات، عبادات، حلت و حرمت وغیرہ کا) فیصلہ بنا کر اتارا ہے تاکہ تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے اس کو سمجھنا اور سمجھانا آسان ہو (تفسیر مظہری)

● یعنی جس طرح پہلے انبیاء کو ان کی زبانوں میں احکام دیئے تھے اسی طرح ہم نے یہ قرآن اے سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی زبان عربی میں نازل فرمایا۔ قرآن کریم کو حکم اس لئے فرمایا کہ اس میں اللہ کی عبادت اور اس کی توحید اور اس کے دین کی طرف دعوت اور تمام تکالیف و احکام اور حلال و حرام کا بیان ہے بعض علماء نے فرمایا چونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام خلق پر قرآن شریف کے قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم فرمایا اس لئے اس کا نام حکم رکھا۔ ✱ اور اے سننے والے اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے گا "یعنی کافروں کی جو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں" بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی ہو گا نہ بچانے والا (کنز الایمان حاشیہ)

۳۸۔ کفار اور اہل کتاب یہ اعتراض کیا کرتے کہ ان کی بیویاں ہیں اور ان کا بال بچہ ہے۔ یہ چیزیں کسی نبی کو زیب نہیں دیتیں۔ یہ تو ہم دنیا داروں کے کام ہیں جو نبی ہو اس کو ان علائق سے کیا واسطہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے محبوب سے پہلے جو نبی آئے جن کو تم بھی نبی تسلیم کرتے ہو۔ کیا ان کی بیویاں نہ تھیں کیا ان کی اولاد نہ تھی جب ان کو اس کے باوجود تم نبی مانتے ہو تو انہیں نبی تسلیم کرنے سے تمہیں کیوں کر انکار ہو سکتا ہے ✱ رسول اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم و اذن سے معجزہ دکھاتے ہیں۔ ہر چیز کے لئے ایک وقت مقرر ہے جس میں تقدیم و تاخیر نہیں
(ضیاء القرآن)

۳۹۔ جسے اللہ تعالیٰ مٹانا چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے ثابت رکھنا چاہتا ہے رکھتا ہے۔ یعنی اگر بندوں کی بھلائی منسوخ کرنے میں دیکھتا ہے تو اس حکم کو منسوخ کر دیتا ہے اگر ثابت رکھنے میں ان کی بھلائی ہوتی ہے تو منسوخ شدہ حکم کے بدلے اور حکم لاتا ہے جو اس جیسا ہوتا ہے یا اس سے بہتر جسے اپنی حکمت کے تقاضے پر تا قیامت

غیر منسوخ رہنے دیتا ہے * یا یہ معنی ہیں کہ توبہ کرنے والے بندے کی برائیاں مٹا کر اس کے اعمال نامے میں نیکیاں
لکھ دیتا ہے * کراماً کاتبین کے مکاتیب سے وہ اعمال مٹا دیتا ہے جن میں نہ ثواب ہے نہ گناہ۔ اس کی
تفصیل یوں ہے کہ کراماً کاتبین بندے کے ہر قول و فعل کے لکھنے پر مامور ہیں پھر پیر اور جمعرات کے دن لوح محفوظ
کے مکاتیب کا مقابلہ کرتے ہیں جو اعمال بندے کے ثواب و عقاب کا موجب ہیں وہ رہنے دیے جاتے ہیں باقی
کو مٹا دیا جاتا ہے * بندے کے اعمال نامے کو جب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جاتا ہے اگر اعمال نامے کے اول و
آخر میں نیکی ہے تو درمیانی برائیوں کو مٹا کر ان کے عوض نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اگر اول و آخر میں نیکیاں
نہیں بلکہ برائیاں ہیں تو ان کو اسی طرح رہنے دیا جاتا ہے * اللہ تعالیٰ احوال کا اثبات فرماتا ہے اور ان
کے اضداد کو مٹاتا ہے۔ پھر ماں کے شکم میں نطفہ ٹھہرا، پھر علقہ، پھر مضغہ، یہاں تک کہ اس کا مکمل
ڈھانچہ تیار ہوا۔ اس اعتبار سے پہلے احوال مٹتے گئے دوسرے ثابت ہوتے گئے * اعمال کا محو و اثبات ہوتا ہے
مثلاً پہلے کوئی شخص کافر تھا پھر مسلمان ہو گیا تو اس کے حالت کفر کے جمیع اعمال مٹا دیے جاتے ہیں اور ان
کے عوض اس کے اعمال نامے میں نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ چنانچہ فرمایا "اللہ تعالیٰ برائیوں کے بدلے
نیکیاں عطا فرماتا ہے (۲۵/۷۰)" اسی طرح پہلے مسلمان ہو لیکن وہ (معاذ اللہ) آخر عمر میں کافر ہو جائے
اور اسی پر وہ مرے تو اس کے اعمال صالحہ سے کسی قسم کا فائدہ نہ دیا جائے گا قال تعالیٰ "جو کچھ کیا
وہ حبط ہو گیا اور ان کے جملہ اعمال بیکار ہو جاتے ہیں (۱۱/۱۶)"۔ ام الکتاب سے ازل کا لکھا ہوا مراد ہے (روح البیان)

لغوی اشارے * حُکم: حکم، حکم کرنا۔ حَکَمَ یَحْکُمُ کا مصدر ہے کسی چیز کے متعلق فیصلہ کرنے کا نام
حکم ہے۔ خواہ وہ فیصلہ دوسرے کے لیے لازم کر دیا جائے یا نہ کیا جائے • ذُرِّیَّۃ: اولاد، اصل میں چھوٹے
چھوٹے بچوں کا نام "ذریۃ" ہے مگر عرف میں چھوٹی اور بڑی سب اولاد کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اگرچہ
اصل میں یہ جمع ہے مگر واحد اور جمع دونوں کے لیے مستعمل ہے • اِذْن: حکم، اجازت، ارادہ، مشیت
"اذن" کا استعمال مشیت کے مفہوم کے بغیر نہیں ہوتا • یَمْحُوا: واحد مذکر غائب مضارع معروف محوٌ سے
مصدر (نصر) وہ مٹاتا ہے منسوخ کر دیتا ہے • یَشَاءُ: واحد مذکر غائب مضارع مرفوع مشیئۃ
مصدر وہ چاہتا ہے • یُثْبِتُ: واحد مذکر غائب مضارع اثبات سے باقی رکھتا ہے قائم رکھتا ہے برقرار رکھتا ہے (ل ق)

معلومات مزید * عَرَبِیًّا یعنی جو عرب کی طرف منسوب ہو یہ اسم منسوب ہے اور "یا" اس میں نسبت کے لیے ہے
عَرَبِیٌّ عرب کا واحد ہے عرب وہ لوگ ہیں جو ملک عرب کے شہروں اور دیہاتوں کے باشندے ہیں (المنجد) لفظ "عرب" المنجد
اسم مونث ہے اسی لیے اس کی صفت بھی مونث آتی ہے چنانچہ بولتے ہیں العرب العاربۃ، العرب العرباء
عرب وہ ہیں جو عجم کے سوا ہیں اور "رجل عربی" وہ شخص ہے جس کا نسب عرب میں ثابت ہو (مصباح) مفردات القرآن میں
لفظ عربی کے یہ معانی لیے ہیں۔ المفصح یعنی وہ شخص جو فصاحت اور صفائی کے ساتھ اظہار مدعا کر سکے * وہ
کلام جو فصیح اور صاف ہو * حُکْمًا عَرَبِیًّا کے معنی ہیں وہ صاف اور واضح حکم جو حق کو حق کر دکھائے
اور باطل کو باطل۔

(س م ح ش)

وَإِن مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَ
عَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللَّهُ
يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ
فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝
وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ
عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝ ع

اور اگر ہمیں تمہیں دکھا دیں کوئی وعدہ جو انہیں دیا جاتا ہے یا پہلے ہی اپنے پاس بلائیں تو بہرحال تم پر صرف پہنچانا ہے اور حساب لینا ہمارا ذمہ ★ کیا انہیں نہیں سوجھتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں اور اللہ حکم فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں اور اسے حساب لیتے دیر نہیں لگتی ★ اور ان سے اگلے فریب کر چکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کمائے اور اب جاننا چاہتے ہیں کافر کسے ملتا ہے پچھلا گھر ★ اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں۔ تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے۔ (۱۳/۳۹ تا ۴۳ ★ ت : کنزالایمان)

۴۰ - اے محبوب! آپ سے کفار کے ذلت آمیز عذابوں، شکستوں، قید و بند کے جو وعدے کیے گئے ہیں اور مسلمانوں کی عزت و شان فتح و نصرت کے جو وعدے کیے گئے ہیں وہ یقیناً پورے کیے جائیں گے ہاں البتہ یہ ہماری حکمت و دانائی صوابدید اور منشاء پر منحصر ہے کہ کچھ وعدے وعید آپ کو آپ کی اسی حیات طیبہ میں ہم دکھا دیں یا کچھ وعدے کفار کی شکست قتل و غارت اور مسلمانوں کی شاندار عالمگیر فتوحات کی شکل میں اس وقت پورے کریں جب آپ کو ہم وفات دے دیں یعنی آپ کے بعد۔ لہٰذا آپ کی ذمہ داری تو فقط ہمارے تمام احکام کی تبلیغ بلیغ فرما دینا ہے اور باقی سب حساب کتاب ہمارے ذمہ ہے آپ غمگین نہ ہوں ہم چن چن کر حساب لیں گے (اشرف التفاسیر)

۴۱ - کیا (مکہ کے کافروں نے) نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے کم کرتے چلے آرہے ہیں اور اللہ (اپنی مخلوق کے معاملات میں) جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے اس کے حکم کو پلٹنے والا کوئی نہیں اور وہ جلد محاسبہ کرنے والا ہے ★ ہم نے ان کو وعید دی ہے کہ یہ بہت کچھ کفر کی حمایت میں صرف کریں گے لیکن وہ تمام مصارف ان کے لئے باعث حسرت بن جائیں گے آخر ان کو مغلوب ہونا پڑے گا کیا ان کو اس قول کی سچائی کا انکار ہے کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم اس سرزمین کو گھٹا رہے ہیں مسلمانوں کی فتوحات بڑھا رہے ہیں بعض اہل تفسیر کے نزدیک "زمین کی کمی" سے مراد اس کی ویرانی اور تباہی ہے۔ اس توجیہ پر مطلب کا خلاصہ اس طرح ہوگا کیا ان قوموں کو اپنی بربادی اور اپنی بستیوں کی ویرانی کا اندیشہ نہیں کیا ان کو نظر نہیں آتا کہ ہم ان کی آبادیوں کو اجاڑ رہے ہیں اور آباد زمین کے رہنے والوں کو ہلاک کر رہے ہیں (مجاہد و شعبی) ★ قضاء کو رد کرنے والا اور اللہ کے حکم کو توڑنے والا کوئی نہیں (تفسیر مظہری)

۴۲ - اور ان سے پہلے والے کافروں نے بھی مکر کیا یعنی مشرکین سے پہلے کفار نے انبیاء علیہم السلام اور ان کے

ماننے والوں کے ساتھ مکر کیا۔ (روح) جیسے عاد و ثمود وغیرہ قوموں نے اپنے نبیوں کے قتل کی تدبیریں کیں۔ اس میں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دی گئی ہے کہ جیسا معاملہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ کر رہی ہے آپ سے پہلے
پیغمبروں سے بھی ان کی قوم نے ایسے ہی کیا تھا۔* اللہ کے بغیر ارادہ کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اے محبوب!
آپ مطمئن رہیں یہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔* یا تو دنیا ہی میں جان لیں گے مسلمانوں کی فتوحات دیکھ کر یا موت
کے وقت یا قبر ہی پہنچ کر یا محشر میں۔ چونکہ ہر آنے والی چیز قریب ہے اس لئے فرمایا عنقریب جان لیں گے
آخری صورت میں سارے کفار مراد ہیں۔ اول صورت میں صرف کفار مکہ۔ (نور العرفان)

۴۳۔ دشمنان حق کے انکار سے کیا ہوتا ہے اگر وہ آپ کی رسالت کو تسلیم نہیں کرتے تو یہ ان کی بدبختی ہے۔
آپ کو ان کی گواہی کی حاجت نہیں۔ آپ فرما دیجئے میری رسالت اور صداقت کی گواہی دینے والا خود
اللہ تعالیٰ ہے اور وہ لوگ بھی میری سچائی اور میرے نبی برحق ہونے کی شہادت دے رہے ہیں جن کو اس
کتاب مقدس کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ مَنْ عِنْدَهٗ سے مراد جبرئیل ہیں لیکن صحیح
یہ ہے کہ اس سے مراد مومن ہیں کیونکہ کتاب کے معانی و اسرار پر جتنی آگاہی ہوگی اس کی گواہی اتنی ہی
زیادہ قابل اعتبار ہوگی اور مومنین میں سرفہرست حضرت ابوبکر صدیق، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان
ذوالنورین اور باب مدینۃ العلم سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ (ضیاء القرآن)

لغوی اشارے ★ بَلَغَ: پہنچانا، کافی ہونا، مصدر ہے۔ لفظ قرآن مجید میں بمعنی تبلیغ آیا ہے ●
حِسَاب: حساب، شمار، گننا۔ حَسَبَ یَحْسُبُ کا مصدر ہے ● نَاْتِی: جمع متکلم مضارع (باب
ضرب) ہم چلے آتے ہیں (زمین کو گھٹاتے ہوئے) ● نَنْقُصُهَا: جمع متکلم مضارع نَقْصٌ مصدر (نصر)
ھا ضمیر مفعول ہم اس کو کم کرتے چلے جا رہے ہیں یعنی اہل کفر کی زمینیں اہل ایمان کے قبضہ میں دے رہے ہیں ●
مُعَقِّبَ: اسم فاعل واحد مذکر تعقیب مصدر باب تفعیل، عقب مادہ۔ رد کرنے والا، رد کرنے
والا، لوٹانے والا (معالم) تعقیب اور بار بار پرسش کرنے والا (المفردات) ● تَکْسِبُ: وہ کماتی ہے، وہ
کمائے گی کسب سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ● عِنْدَ: نزدیک، قریب، پاس (لغات القرآن)

مفہومات مزید ★ مومن پر لازم ہے کہ وہ صرف اپنے مالک و مولیٰ پر توکل کرے اس کے وعدہ پر اعتماد کرے
اور جو چیزیں اس نے جلد عنایت فرمانے کا وعدہ فرمایا ان کی ادائیگی میں عجلت پر راضی ہو اور جن سے چند روز کی
مہلت کا وعدہ فرمایا ہے تو اسی وعدہ کا انتظار کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے وعدہ فرمایا ویسے ہی ہوا اسی طرح جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی مدد کرتا ہے خواہ
وہ کسی زمانے میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں پر اسے غلبہ عنایت فرماتا ہے ظاہراً بھی باطناً بھی۔
(روح البیان)

(بحمداللہ سورۂ رعد کی تفسیر مکمل ہوئی)